رجسٹرڈ ایل نمبر پی ۶۷

RGD L. No P-67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ہفت روزہ

بدر

قادیان

جلد نمبر ۲۰

شمارہ نمبر ۲۷

ایڈیٹر:۔
محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:۔
خورشید انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

۱۵ جمادی الاول ۱۳۹۱ھ | ۸ وفا ۱۳۵۰ ہش | ۸ جولائی ۱۹۷۱ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۵ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق یکم وفا کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضور ایدہ اللہ تاحال گھوڑا گلی (مری ہلز) میں تشریف رکھتے ہیں حضور کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے البتہ کبھی کبھی دوران سر کی تکلیف ہو جاتی ہے۔

احباب التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنے فضل سے صحت وسلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور خدمات دینیہ میں حضور کو فائز المرامی بخشے۔ آمین

● حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت کے متعلق یکم وفا کی اطلاع مظہر ہے کہ آں محترمہ کے گھٹنوں میں درد اور نزلہ کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے۔ ...

انڈونیشیا میں تبلیغ اسلام

تبلیغی دورے۔ انفرادی تبلیغ اور کامیاب جلسے۔ جاکرتہ میں ایک نئی مسجد کی تعمیر

۱۵۲ افراد کا قبول حق

از محترم مولانا محمد صادق صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے انڈونیشین مشن ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ بے شک مشکلات کے مواقع بھی پیش آتے رہتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ خود انہیں حل کر دیتا ہے۔ اور روکوں کو دور فرما دیتا ہے۔ فللہ الحمد

درس و تدریس

ہمارے تمام مشنوں میں قرآن مجید اور حدیث شریف اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس حسب حالات جاری رہتا ہے۔ لیکن جاکرتہ اور اس کے ماحول میں قریباً ہر رات درس دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہماری مسجد "ہدایت" میں رات کے وقت قرآن مجید، حدیث، مشکوٰۃ شریف اور تذکرہ کا درس باری باری دیا جاتا ہے وہ جاری رہا۔ اسی طرح محلہ تانہ تینگی Tanah Tinggi اور تانہ بانگ Tanah Abang اور جاتی نگارا Djati Negara وغیرہ میں بھی باری باری درس ہوتا رہا۔ گویا کہ کل ۲۸ دفعہ درس دیا گیا۔

ہر صبح کی نماز کے بعد مولانا ابوبکر صاحب ایوب خدام کی کلاس لیتے رہے (جو پانچ افراد پر مشتمل ہوتی ہے) آپ انہیں قرآن مجید کا ترجمہ اور حدیث ریاض الصالحین پڑھاتے ہیں۔ خاکسار ایک نوجوان کو جو آنکھوں سے کچھ معذور ہے۔ قرآن مجید کے حفظ کرنے میں مدد دیتا رہا اور ایک دوسرے نوجوان کو تفسیر قرآن مجید پڑھاتا ہے۔ وہ ڈیڑھ پارے تک پڑھ چکا ہے۔

۲۔ ان دو ماہ میں خاکسار کو تین دفعہ دورہ کرنا پڑا۔ باوجود اس کے ہم وکس ملاقات کے لئے آتے رہے جن میں اکثریت تو بے شک احمدی احباب کی تھی۔ لیکن غیر از جماعت دوستوں سے ایک دوست ایم جمال قابل ذکر ہیں۔ اچھے تعلیم یافتہ ہیں۔ اعلیٰ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کچھ شبہات پیش کئے۔ جن کے جواب دیئے گئے۔ آخر میں کہنے لگے مجھے پوری تسلی ہو گئی ہے۔ الحمد للہ۔

ایک اور دوست ہ۔ M۔ ڈرہانی (ہائی سکول) میں معلم ہیں۔ وہ بھی کئی مسائل کے متعلق پوچھتے رہے اور جواب سنکر بہت خوش ہوئے۔ کہنے لگے میری بیعت لے لیں۔ میں نے کہا آپ جلدی نہ کریں۔ پہلے آپ ہمارے مشن میں آتے رہیں حالات کا اچھی طرح مطالعہ کریں اور پھر بیعت کریں۔ ان کا نام وہاب حمید ہے

اسی طرح جاری ایک بچی جو ...... (فلپائن) میں رہتی ہے۔ آئی۔ اے ابھی احمدیت کا کوئی علم نہ تھا۔ اس کی نانی اسے اپنے ساتھ لائی وہ بچی منیلا میں ہی پیدا ہوئی وہیں نشوونما پائی۔ وہیں اس کی شادی ہوئی۔ ایک دو بچے بھی ہوئے اور اب وہ اپنی نانی جی کو جو احمدی ہیں جاکرتہ ملنے آئی ہیں۔

اسے احمدیت کے متعلق سمجھایا گیا۔ اس کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ اب وہ واپس منیلا جا چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے۔ آمین۔

ایک اور دوست جو اچھے تعلیم یافتہ ہیں اور اچھے عہدہ پر فائز ہیں تشریف لاتے۔ انہیں احمدیت کے متعلق کئی معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ ان کا نام ...... ہے۔ ان کا چھوٹا بھائی خدا تعالیٰ کے فضل سے کچھ عرصہ پہلے ہی بیعت کر چکا ہے۔

ایک چینی کیتھولک بیعت کر کے پہلے ہی احمدیت میں داخل ہو چکا ہے۔ اب ایک چینی نوجوان محمد سفیان نے بھی مشن میں آنا شروع کر دیا ہے۔ اس کے والدین خالص چینی اور بدھ مت ہیں اور اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے اس پر سختی کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسے گھر سے باہر نکلنے کی بھی کم ہی اجازت دیتے ہیں لیکن وہ نوجوان بھی پختہ رائے معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت بخشے اور پھر استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک اور کیتھولک عیسائی جو اسلام سے مرتد ہوا تھا۔ اور اس کا نام تابون نور ہے۔ مشن میں آیا۔ اس سے دوستانہ تعلق قائم کئے تاکہ اسے تبلیغ اسلام کر سکے اور اسلام کی طرف لایا جا سکے۔ اس کی شادی ایک کیتھولک عورت سے ہو چکی ہے (والدہ رحم فرمائے) اس کے بعد اس سے دو دفعہ ملاقات ہو چکی ہے۔ وہ ابھی تک مذہبی گفتگو کرتا ہے۔

دورے

اس عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار کو تین دفعہ جاکرتہ سے باہر جانا پڑا۔

بعض اہم کام

ان دو ماہ میں جو اہم کام سرانجام پائے ان میں سے بعض کا ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔

(۱) علاقہ تاسیک ملایا میں ہمارے مکرم مرزا محمد ادریس صاحب فاضل کام کر رہے ہیں انہیں تبلیغ کا بہت شوق ہے ایک دفعہ وہ ایک دوست Watch Tower (مثلی مجاہدہ کے ساتھ) کے ایک پادری کے پاس گئے۔ گفتگو ہوئی اور تبادلہ خیالات بڑے خوشگوار ماحول میں ختم ہوا۔ اس میں ایک مباحثہ کی طرح بھی پڑ گئی۔ آخر اس مباحثہ کا موضوع اور شرائط طے ہو گئیں۔ اور یہ مباحثہ شروع ہوا۔ تاکہ عوام بھی اس سے بکثرت مستفید ہو سکیں یہ فیصلہ ہوا کہ مباحثہ تحریری ہو۔ پہلا موضوع تھا بائیبل اور قرآن مجید۔ دوسرا موضوع تھا مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی۔

پہلے موضوع پر آٹھ پرچے لکھے گئے۔ اور دوسرے پر چھ پرچے۔ ہماری طرف سے مولانا ابوبکر صاحب فاضل مناظر مقرر ہوئے اور عیسائیوں کی طرف سے پادری Daniel Bogen (ڈانیل بوہن) سامنے آئے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے۔ مباحثہ اسلام کی فتح کے ساتھ ختم ہوا۔ آخری پرچہ پادری کو لکھنا پڑا۔ جب یہ مباحثہ شائع ہو گا۔ اور جو ...

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رسالہ آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان

بھی شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ تو ملک کو بائبل اور قرآن مجید کے درمیان موازنہ کا بہت اچھا موقعہ ملے گا۔

(۳) اس سال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے بارہ احمدی افراد حج کے لئے تشریف لے گئے جن میں سے نصف کے قریب مستورات تھیں باقی مرد۔ ان میں سے کچھ تو بحری جہاز سے گئے اور کچھ ہوائی جہاز سے۔ ان سب کو مختلف اوقات میں الوداع کہا اور اسی طرح واپسی کے وقت خوش آمدید۔ ان میں سے کسی کو بھی سفر میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ ایک دو آدمیوں کی صحت روانگی کے وقت بہت کمزور معلوم ہوتی تھی اور خدشہ تھا کہ انہیں سفر میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا خدشہ، خدشہ کی حد تک ہی رہا اور وہ حج کا شرف حاصل کرنے کے بعد زیادہ اچھی صحت کے ساتھ واپس آئے۔ فللّٰہ الحمد

(۴) اس عرصہ میں مولا کریم نے اسلام کی ایک اور خدمت کا موقعہ بھی پیدا فرما دیا وہ یہ کہ جاکرتہ کے ملحقات میں ایک نیا محلہ بسایا جا رہا ہے۔ اس علاقہ کا نام [illegible] ہے وہاں ہمارے ۸-۱۰ خاندان بھی بس گئے ہیں۔ انہوں نے خاموشی سے ایک مسجد بنانے کا فیصلہ کیا اور آپس میں رقم جمع کی اور مسجد بنانی شروع کر دی۔ جب مسجد تقریباً مکمل ہو گئی۔ چھت کے لئے رقم کافی نہ تھی تو ایک دوست میرے پاس آئے اور مسجد کے متعلق ساری تفصیل بیان کی اور کہا کہ صرف چھت کی تکمیل کے لئے کچھ رقم کی ضرورت ہے۔ میں نے پوچھا کہ کتنی رقم کی ضرورت ہے انہوں نے کہا صرف ۱۶ ہزار روپیہ۔ میں نے اسی وقت روپیہ ادا کرنے کا فیصلہ دے دیا۔ اس طرح وہ مسجد مکمل ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک اور ۱۲ مارچ بروز اتوار ظہر کے وقت خاکسار اور مولانا ابوبکر صاحب فاضل نے وہاں جا کر اس مسجد کا افتتاح کیا۔ دعا کرائی اور ظہر کی نماز ادا کرائی۔ وہ مسجد جہاں عبادت کے لئے استعمال ہوتی ہے درس و تدریس کے لئے بھی استعمال ہو رہی ہے اور کئی غیر از جماعت دوست بھی اس سے زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ [illegible] خدا تعالیٰ اس مسجد کو مخلوق خدا کے لئے موجب رشد و ہدایت بنائے اور [illegible] کا موجب ہو اور خدا تعالیٰ ان دوستوں کو جزائے خیر دے جنہوں نے [illegible] بڑی فراخدلی اور قربانی [illegible]

(۵) [illegible] زیادہ [illegible] جاتی ہے [illegible] وہاں ہمارے [illegible]

مخلص دوست آباد ہیں۔ ان میں سے ایک نہایت ہی مخلص دوست مسمی درویش نے چند احمدی اور چند غیر از جماعت دوستوں کو اپنے گھر بلایا۔ کھانا کھلایا اور اس طرح تبلیغ کی تقریب پیدا کی۔ کھانا کھانے کے بعد بڑے خوشگوار ماحول میں گفتگو جاری رہی۔ تین چار دوست اچھے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ یہ سن کر بڑے حیران ہوئے کہ ہمارا کلمہ شہادت وہی ہے جو عام مسلمانوں کا ہے اور ہم اس قرآن مجید پر ایمان لاتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ وہ کہنے لگے ہمیں تو یہ بتایا گیا تھا کہ جماعت احمدیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتی ایک نیا دین پیش کرتی ہے۔ اور اسلام کو منسوخ سمجھتی ہے۔ انہوں نے ہمارے مشن میں آنے کا وعدہ کیا کہ انہیں حقیقت کا علم ہوا ہے اور آئندہ وہ سنی سنائی باتوں پر کبھی اعتماد نہیں کریں گے۔

(۵) اسی طرح اس عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار ایک اور دیہاتی جماعت Warung mangga میں نماز جمعہ پڑھانے گیا۔ کئی سال سے وہاں کوئی مبلغ نہیں گیا تھا۔ دوست بڑے خوش ہوئے۔ خطبہ جمعہ کے بعد ۳۶ کس (۲۱ مردوں اور ۱۵ عورتوں) نے بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ وہاں کے پریذیڈنٹ صاحب نے بتایا کہ چار کس اور بھی بیعت کرنے والے ہیں۔

(۶) اسی عرصہ میں ایک اور جگہ Chkarang میں یکدم بعد نماز جمعہ ۹۶ کس نے بیعت کی۔

(۷) اس عرصہ زیر رپورٹ میں بہت سے احمدیوں کی بیمار پرسی کے لئے جانا پڑا۔ ۳۰ مارچ کو ایک اہم میٹنگ انڈونیشین تفسیر قرآن مجید کی اشاعت کے متعلق ہوئی۔

(۸) ان دو ماہ کے عرصہ میں ایک چھوٹا سا ٹریکٹ سنڈا زبان میں شائع ہوا۔ جو جماعت گاردت، بنڈونگ اور تاسیک ملایا نے مل کر پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کیا۔ اور ایک چھوٹا سا ٹریکٹ مکرم حبیب صاحب کی نگرانی میں جماعت بوگور نے انڈونیشین زبان میں شائع کیا۔

انہی دو ماہ میں حافظ قدرت اللہ صاحب نے تین دفعہ سلائیڈ دکھانے کا موقع پایا اور بنگکا [illegible] اور اس کے ارد گرد کے علاقہ میں بھی احمدیت کے متعلق اس طرح تبلیغ کرنے کا موقع ہاتھ آیا۔

(۹) ان دو ماہ کے عرصہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے [illegible]

بشپوں کی سالانہ کانفرنس میں پوپ پال کی تقریر

از مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی ایڈیٹر الفضل ربوہ

حال ہی میں روم کے نزدیک ویٹیکن سٹی میں رومن کیتھولک بشپوں کی سالانہ کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا ہے۔ اس کانفرنس میں رومن کیتھولک چرچ کے سربراہ اعلیٰ پوپ پال نے واضح الفاظ میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ آج کل رومن کیتھولک چرچ انتہائی نازک اور تشویشناک صورت حال سے دوچار ہے۔ چنانچہ اخبارات میں شائع ہونے والی اطلاعات کے بموجب پوپ پال نے ۱۹ رجون کو کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ رومن کیتھولک چرچ آج کل دنیا پر محیط ایک خطرناک طوفان کی زد میں آیا ہوا ہے۔ اور اس لحاظ سے ایک طوفانی دور میں ہے۔ انہوں نے مزید فرمایا یہ ایک ایسا وقت اور زمانہ ہے جس میں ہر طرف تنقید، خلفشار اور بے چینی پھیلی پڑی ہوئی ہے اور اگر دیکھا جائے تو یہ ایک بڑا ہی کٹھن وقت ہے۔ ہر کوئی مذہب، عقیدہ اور اخلاقی ضوابط سے اپنا ناطہ توڑ رہا ہے۔ پوپ پال نے اپنی تقریر میں اس امر کا بھی ذکر فرمایا کہ خود چرچ کے اندر بھی کچھ کم شور و غوغا نہیں ہے۔ اس کے اپنے عزیز ترین فرزندوں کی طرف سے چرچ ہی کے خلاف احتجاج بلند ہو رہا ہے یہاں تک کہ انتہائی بے چینی، بے صبری اور بغاوت کے مظاہرے بھی منصۂ شہود پر آتے رہے ہیں۔ (پاکستان ٹائمز بابت ۲۱ رجون ۱۹۷۱ء صفحہ ۷)

پوپ پال کی اس تقریر سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ خود مذہب بھی جسے صدہا سال سے عیسائیت کے گڑھ کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اب عیسائیت ایک زندہ قوت کی علامت کے طور پر محض برائے نام باقی رہ گئی ہے ورنہ ایک مؤثر قوت کے طور پر اس کا وجود ختم ہو چکا ہے۔ پاپائے روم نے یہ کہہ کر آج دنیا کی ہر چیز مادیت کے ایک ہمہ گیر طوفان کی زد میں آئی ہوئی ہے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ خود کلیسیا کا بھی اس عالمگیر اور ہمہ گیر طوفان کی زد میں آ جانا ایک ناگزیر امر تھا، سو ایسا ہی ہوا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کلیسیا کا زوال یا اس کی ناکامی ہی وہاں لادینیت کے اس طوفان کو جنم دینے کا موجب بنی ہے۔ دراصل کلیسیا کی گرفت سائنسی اور عقلی دور شروع ہونے کے ساتھ ہی ڈھیلی پڑنی شروع ہو گئی تھی۔ چونکہ اس کے مروجہ عقائد سائنسی انداز فکر اور قواعد سے متضاد واقع ہوئے تھے۔ اس پر مزید یہ کہ کلیسیا نے سائنسی علوم کی ترویج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ لوگوں کی کلیسیا اور عیسائیت سے وابستگی کم ہوتی چلی گئی اور بالآخر وہ انہیں سرے سے ہی خیرباد کہہ کر لادینیت اور دہریت کی رو میں بہتے چلے گئے۔ سینٹ پال کے ڈین۔ ویری ریورنڈ ڈبلیو۔ آر میتھیوز ڈی۔ ڈی نے ۱۹۴۷ء میں بجا طور پر ہی تو نہیں کہا تھا:۔

"کلیسیا جس بحران سے دوچار ہے وہ اچانک رونما نہیں ہوا ہے۔ یہ اپنی پوری شدت کے ساتھ گزشتہ ایک صدی سے موجود چلا آ رہا ہے اور اس سے بھی قبل کے زمانہ میں یہ رفتہ رفتہ پنپ رہا تھا۔ آج ہم مذہبی اعتبار سے بحران کے آغاز سے نہیں بلکہ اس کے انجام سے دوچار ہیں اور یہ بحران اپنے منطقی نتیجہ کی طرف بڑھتا جا رہا ہے"۔

(HAS THE. CHURCH FAILED PAGE 156)

الغرض لادینیت اور دہریت کے طوفان بلاخیز نے اچانک کلیسیا کو اپنی لپیٹ میں نہیں لیا۔ بلکہ کلیسیا اپنے مخصوص معتقدانہ نظریات اور سائنسی علوم اور ان کی ترویج کی مخالفت کے باعث اس طوفان کو جنم دینے اور اسے پروان چڑھانے کا موجب بنا ہے۔ اور اب خود اس کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے۔ بہرحال فی الوقت ہم اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتے کہ دہریت کے طوفان بلاخیز کو جنم دینے اور اسے پروان چڑھانے میں خود کلیسیا کا کہاں تک ہاتھ ہے اور اس کی ذمہ داری کلیسیا پر کس حد تک عائد ہوتی ہے۔ اس پر خود نامی گرامی پادریوں نے تفصیل سے بحث کر کے موجودہ صورت حال کا کلیسیا کو کچھ کم [illegible]

۴ - رپورٹ میں آ چکا ہے [illegible] کے علاقہ میں ۱۲ دوستوں کو بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ دوسرے علاقوں سے [illegible] اسی طرح بیعتوں کی تعداد ۱۵۳ ہو گئی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللّٰھم زد فزد۔

خطبہ جمعہ

اسلام نے محبت، خدمت اور مساوات کا جو پیغام دیا ہے اس کے ذریعہ لوگوں کے قلوب کو فتح کیا جا سکتا ہے

دعا ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے ذریعہ ہم جتنا چاہیں اپنے بھائیوں کی مدد کر سکتے ہیں اس میں کوئی روک نہیں

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ غلبہ اسلام کے سامان پیدا کرے اور بنی نوع انسان پر ہدایت اور نور کے دروازے کھولے

از حضرت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۔ فتح ۱۳۴۹ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

"قرآن حکیم ایک کامل اور مکمل شریعت ہے جس میں تمام ہدایات اور احکام دیئے گئے ہیں۔ جب ہم اس عظیم شریعت اور ہدایت اور کامل کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ بعض دفعہ حکم حکم کی صورت میں دیا گیا ہے اور بعض دفعہ وہ حکم مومن کی صفت کی صورت میں دیا گیا ہے۔ مثلاً بعض جگہ یہ کہا گیا ہے کہ نمازوں کو شرائط کے ساتھ ادا کرو۔ اور زکوٰۃ کو پابندی کے ساتھ دو اور بعض دفعہ یہ کہا گیا ہے

مومنوں کی صفت

یہ ہے کہ وہ نماز کو شرائط کے ساتھ ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے والا ہے۔ اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ جب صفت کے طور پر الہٰی منشا ظاہر کیا جاتا ہے اس میں یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ دین اسلام دین فطرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت کو ایسا بنایا ہے کہ وہ ارتقائی مدارج میں سے گذرنے کے بعد ایسے مقام پر پہنچ چلی ہے کہ وہ شریعت کے تمام احکام کا بوجھ برداشت کر سکے اور چونکہ فطرت کے مطابق احکام دیئے گئے ہیں اس لئے ہر وہ شخص جس کی فطرت صحیح ہے یعنی"

جو کامل مومن ہے

وہ ایسا ہی ہے۔ کیونکہ فطرت کے مطابق دین اسلام ہے اور فطرت کا تقاضا پورا ہوتا ہے جب دین اسلام کا حکم مانا جائے اور اس کے مطابق کام کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فطرت انسانی میں ایک بات یہ رکھا ہے کہ وہ اپنی نوع سے محبت کرتا ہے اور اس کے لئے قربانی دینے کی خواہش اور تڑپ رکھتا ہے انسان کی یہ فطرت اس کے اندر ہے آپ چرندوں کو لیں، پرندوں کو لیں، درندوں کو لیں مچھلیوں کو لیں یعنی اگر ان کا مطالعہ کریں تو

آپ کو یہ نظر آئے گا

کہ کسی اور جاندار مخلوق میں یہ خواہش نہیں پیدا ہوتی کہ خود بھوکا رہے اور اپنی نوع کے دوسرے افراد کو کھلائے۔ انسان نے گھوڑے مسخر کئے۔ گھوڑ دوڑ والے بڑا کام کیا اور اب بھی وہ کام دے رہے ہیں۔ بڑا وفادار جانور ہے اور ہمارے دل میں اس کے لئے اس وجہ سے پیار ہے کہ اس نے اس وقت اسلام کی خدمت کی جب دنیا کی بڑی طاقتیں اسلام کے خلاف تلوار میدان میں تھیں اور اس وقت انہوں نے بڑا کام کیا اور بڑی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے مسلمان کو توفیق دی گھوڑے مسخر کرنے کی اور گھوڑے کو یہ توفیق دی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو مجاہدہ کر رہے ہیں ان کی خدمت کرے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ گھوڑوں کو باندھ کر یہ دیکھنا چاہیئے کہ کیا یہ وہ ایک دوسرے کا کھانا کھانے کی کوشش تو نہیں کرتے؟ کیا یہ بات ان کے اندر ہے۔ ان کی کوئی ایسی فطرت نہیں ہے کہ وہ ایک دوسرے کیلئے قربانی دیں۔ بلکہ کئی گھوڑے، کئی بے صبر گھوڑے اس خیال سے کہ کہیں دوسرا گھوڑا زیادہ نہ کھا لے وہ خود زیادہ کھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ کے گھر کے صحن میں جہاں چڑیوں کو کھلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم اگر آپ کے گھر کے صحن میں جہاں چڑیوں کو کھانے کے لئے صبح کے وقت یا غروب آفتاب سے قبل اور وہ رات کو لوٹا تا کھا رہی ہوں تو وہاں آپ

دیکھیں گے کہ وہ ایک دوسرے کو پرے ہٹانے کی کوشش کرتی ہیں کوئی ایسا نہیں کرتی کہ ایک جگہ دانہ پڑا ہوا ہو اور ایک چڑیا پرے ہٹ جائے اور دوسری کو کہے کہ تم آ کر کھاؤ نہیں یہ ان کی فطرت کے اندر نہیں ہے لیکن یہ

انسان کی فطرت کے اندر ہے

کہ وہ اپنے بھائی سے ہمدردی کرتا ہے .... ویسے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہی ہمدردی کرتا ہے لیکن وہ اپنے بھائی سے سب سے زیادہ ہمدردی کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی عجیب فطرت دی ہے یہ بھی اس کا احسان ہے وہ دوسروں کے لئے اپنے اموال کو خرچ کرنا چاہتا ہے۔ یہ اس کی فطرت کا تقاضا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ سارے خرچ کرتے ہیں کیونکہ بہت سی فطرتیں مسخ ہو جاتی ہیں۔ یا بہت سی فطرتیں ایسی ہوتی ہیں جن کی صحیح تربیت نہیں ہوتی لیکن اس کے نتیجہ میں یہ نہیں ہم کہہ سکتے کہ فطرت ایسی ہے ہم اس کے نتیجہ میں یہ کہتے ہیں کہ فطرت تو صحیح تھی لیکن حالات نے یا بے توجہی نے یا عدم تربیت نے وہ فطرت مسخ کر دی۔

انسانی فطرت صحیح ہے

یہ نہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے دوسری مخلوق کی طرح پیدا کیا ہے کہ وہ غیر کی پرواہ نہ کرے۔ اور ساری مخلوق خصوصاً بنی نوع انسان کے لئے قربانی نہ دے یہ فطرت کے اندر ہے اس لئے قرآن کریم نے اس کے متعلق فرمایا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کہ مومن جن کی فطرت صحیح ہے جو ہم نے ان کو دیا ہے وہ دوسروں کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ یہ فطرتی تقاضا ہے انسان اس سے رہ نہیں سکتا۔ اگر فطرت صحیح ہو اور غیر تربیت یافتہ یا مسخ شدہ نہ ہو تو ایک مومن مسلمان مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ پر عمل کرتا ہے گویا یہ فرمایا کہ یہ کرو تحریک یہ فرمایا کہ انسانی فطرت میں یہ ہے کہ جو بھی ہم نے ان کو دیا ہے وہ اپنی نوع کے لئے اپنے بھائیوں کے لئے اسے خرچ کرتے ہیں اور

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں دو قسم کے عطایا نظر آتے ہیں ایک وہ کہ جتنا ہم چاہیں اتنا ہم خرچ نہیں کر سکتے۔ اور دوسرے وہ کہ جتنا ہم چاہیں ہم غیر کے لئے دے سکتے ہیں اور کوئی روک نہیں ہے۔ پہلی قسم کے اموال کی۔ اب مشرقی پاکستان میں ہمارے بھائیوں پر ایک ہولناک ابتلا اور امتحان (سمندری طوفان) آیا وہ بڑی مصیبت سے گذر رہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں دے سکتے تو احمدی تو ساری دنیا کی دولت اکٹھی کر کے مشرقی پاکستان کے بھائیوں کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے تاکہ ان کی کوئی تکلیف باقی نہ رہے۔ لیکن یہ غریب جماعت جو چاہتی تھی نہیں کر سکتی تھی۔ جتنا خدا نے مال دیا اس کا ایک حصہ ہی دے سکتے ہیں اور

ہر قسم کی ذمہ داریاں ہیں

بچہ اس میں سے بچایا تکلیف بھی اٹھائی اور دیا لیکن جتنا چاہتے تھے اتنا نہیں دے سکے۔ ایک تو

نیکی قسم کی خدمت ہے کہ انسان چاہتا تو بہت زیادہ ہے لیکن عملاً وہ کر نہیں سکتا لیکن ایک دوسری چیز اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ ایک دوسری دولت ہے۔ ایک دوسری عطا ہے ہم جتنا چاہیں ہم دے سکتے ہیں۔ مثلاً دعا ہے جتنی چاہیں ہم دعا کر سکتے ہیں کوئی روک نہیں۔ بس ایک قسم تو وہ ہے کہ جتنا چاہیں وہ نہیں دے سکتے دوسری وہ ہے کہ جتنا چاہیں وہ دے سکتے ہیں ۔۔۔۔

--- --- ---

۔۔۔ اور ان کی طرف سے ہفتہ ۔۔۔

ہمارے بھائیوں کی پوری پوری طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں ہم اس لحاظ سے اپنی خواہش اور تڑپ کے مطابق بہت حقیر چیز پیش کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی لیکن ایک چیز ہے جس کے راستے میں کوئی روک نہیں ہے کہ جتنا چاہیں ہم اپنے بھائیوں کے لئے دعا کر سکتے ہیں۔ قرآن کے ۔۔۔ دعا کریں ان کے لئے بہا دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر کی توفیق دے اور اللہ تعالیٰ ان کو اگر ۔۔۔ مقدر ہوں تو ان کی ۔۔۔ کامیاب کرے اور اپنا فضل اور رحم کرے اور بندہ الٰہی ۔۔۔ اور بہن بھائی اور سرکار کے باشندوں کو ہر نوع انسان کو ہلاکت اور تباہی اور ابتلاء اور امتحان سے محفوظ رکھے وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔

دوسرے آپ جتنا چاہیں آپ دعا کر سکتے ہیں اس میں کوئی روک نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہماری ۔۔۔ درست کرے اور درست رکھے ۔۔۔ ۔۔۔ جب

ہمارا کالج لاہور میں تھا

تو ہمارا کالج اور ۔۔۔ کھیل ۔۔۔ پاکستان بننے کے بعد ابتداء میں ہم نے روئنگ شروع کی تھی۔ وہ دریا کے کنارے پر پرنسپل ہی صرف میں وہاں جایا کرتا تھا۔ کیونکہ دوسرے پتھروں کی بھی ۔۔۔ رہے تھے۔ ۔۔۔ وہاں بھی کھیل رہے تھے اور کرکٹ بھی کھیل رہے تھے اور بیسیوں قسم کی بعید ۔۔۔ کھیل رہے ۔۔۔ تو ہر جگہ پرنسپل تو نہیں پہنچ سکتا۔ ہمارا کالج شروع میں روئنگ میں جب پہلے مقابلہ پر آیا وہاں اسلامیہ کالج تھا وہ پہلے فرسٹ پوزیشن لیتا تھا۔ پھر بعد میں ہمارے ان لڑکوں ۔۔۔ دی اور ۔۔۔ پوزیشن پر آ گئے اور ۔۔۔ سوائے ایک دو سال کے ہمیشہ فرسٹ آ رہے ہیں۔ لیکن ان بچوں کو کہا ہوں سمجھانا ۔۔۔ کہ مقابلہ کشتی رانی کا ہے جب تم دریا میں پانی پر ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے تو تمہارا مقابلہ ہے۔ لیکن دریا کے کنارے پر بیٹھے ہیں اپنے کالج کے بچے ہیں ویسے ہی دوسرے کالجز کے بچے ہیں۔ اور میرے نزدیک کوئی فرق نہیں ہے تمہیں اگر کوئی تکلیف ہو اگر کوئی ضرورت ہو تو مجھے آ کر بتایا کرو اور بعض دفعہ دوسرے کالجز کے بچے پیچھے پڑ جاتے تھے کہ آپ مقابلہ کرنے والے اپنے لڑکوں کو وائٹا منز (VITAMINS) دے رہے ہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ ہم بھی آپ جیسے ہیں ہمیں بھی کیوں نہیں دیتے۔ تو پھر انہیں بھی دے دیا کرتا تھا۔ عملاً بھی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایسی اچھی فضا وہاں تھی باوجود اس کے کہ لاہور میں بعض غیر تربیت یافتہ طلباء بھی ہیں۔ ایک دفعہ کشتی رانی کے مقابلے سے پہلے کالج کے حق میں اور ہمارے خلاف ایک نعرہ بڑا گندی قسم کا لگ گیا۔ تو اسلامیہ کالج کی ٹیم کا کپتان ان کے پاس چلا گیا اور ان کو کہنے لگا کہ اگر پھر تم نے ایسا نعرہ لگایا تو ہم مقابلہ نہیں کریں گے اور واپس آ جائیں گے تو محبت کی فضا قائم کرنا تو ساروں کی ذمہ داری ہے۔ اور محبت کے نتیجہ میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

محبت ہی حقیقی ہے

اسلام نے ہمارے ہاتھ میں محبت اور خدمت اور مساوات کی تلوار دی تھی اسلام کو لوہے کی تلوار تو مجبوراً استعمال کرنی پڑی کیونکہ اسلام کے مقابلہ میں لوہے کی تلوار نکالی گئی۔ لیکن اصل تلوار ہمارے ہاتھ میں خدائے رحمٰن نے اور خدائے ودود نے محبت اور مساوات اور پیار اور خدمت کی دی ہے۔ اور جہاں گئے ہیں اسی تلوار نے دشمن کو گھائل کیا ہے اور وہ علاقے جہاں سے وقتی طور پر مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اور وہاں کی غیر مسلم آبادی نے روروکر ان کو الوداع کیا اور دعائیں دیں کہ خدا تمہیں واپس لائے گیا وہ لوہے کی تلوار کا کرشمہ یا معجزہ تھا یہ تو پیار کا ایک معجزہ تھا۔ وہ

مساوات کا کرشمہ تھا

اور خدمت کا وہ نتیجہ تھا کہ انہوں نے دیکھا کہ مسلمان ہمارے پاس آئے ہمارے ہمدرد بن کر آئے۔ ہمارے خیر خواہ بن کر آئے۔ ہماری ضرورتوں کو پورا کرنے والے ہمارے جذبات کا خیال رکھنے والے بن کر آئے جب وہ وہاں سے جانے لگے تو غیر مسلم آبادی کے دل میں دکھ اور درد پیدا ہوا۔ لوہے کی تلوار نے یہ فضا پیدا نہیں کی تھی۔ یہ محبت اور پیار کی زبان نے یہ خدمت کے جذبہ نے یہ مساوات کی تعلیم نے فضا قائم کی تھی تو خدا کرے کہ ہمارے جو سیاسی قائدین اور لیڈر ہیں ان کو یہ بات سمجھ آ جائے اور اس فضا کو جو پاک ہونی چاہیئے وہ اسے نیا بنا دیں اور پیار کی فضا پیدا ہو اور ہر قسم کے اختلافات کے باوجود بھائیوں کی طرح رہیں بلکہ ہمارا رشتہ تو انسان (۶) انسان سے بھی بڑھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام غلام کا ہے۔ جیسا بھی ہمارا اعتقاد ہے جو بھی ہمارے خیالات ہیں۔ ہم اس چیز پر تو متفق ہیں نا۔ کہ ہم سارے کہتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ اسلام نے اس سے بھی اوپر ہمیں یہ تعلیم دی تھی جس کا نتیجہ یہ بنتا ہے کہ چونکہ سارے انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے پیدا کردہ اور سارے عالم پر تسخیر کرنے اور ان کو اپنے قابو میں کرنے اور ان سے کام لینے کی اہلیت رکھنے والے ہیں۔ اس لئے سب برابر ہیں۔ تمیز نہیں کی جا سکتی نہ سفید اور کالے کے درمیان اور نہ کالے اور زرد کے درمیان نہ چھوٹے قد اور بڑے قد کے درمیان نہ امیر اور غریب کے درمیان۔ نہ بچے اور بڑے کے درمیان۔ نہ عورت اور مرد کے درمیان جس قسم کی اہمیت ہے اس کے مطابق اس کی نشوونما کمال تک پہنچنی چاہیئے اور ایسی حسین تعلیم دی ہے۔

میں افریقہ میں گیا ہوں

ان کے سامنے جب یہ باتیں پیش کرتا تھا تو احمدی اور دوسرے بھی خوش ہوتے تھے۔ مگر عیسائی بھی اپنی جگہ رہے چپ نہ رہ ۔۔۔ دیتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر اسلام کی یہی تعلیم ہے جو

تقریب رخصتانہ

حضرت سیٹھ علی اللہ الہ دین صاحب جو اسلام اور احمدیت کے سچے فدائی تھے۔ اور جنہوں نے اسلام ۔۔۔ بے مثال قربانیوں کا اعلیٰ نمونہ دکھایا تھا کی پوتی اور محترم سیٹھ محمد اللہ الہ دین صاحب ۔۔۔ کی صاحبزادی عزیزہ صدیقہ سلیما کی تقریب رخصتانہ مورخہ ۱۳ احسان ۱۳۵۰ ہش بروز جمعرات ۶ بجے شام الہ دین بلڈنگ سکندرآباد میں منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم محمود کی آمین میں سے چند اشعار خوش الحانی سے سنائے جانے کے بعد مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ نے اسلام میں نکاح اور شادی کا فلسفہ بیان کرنے کے ساتھ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کامیاب ازدواجی زندگی کے گر بیان کئے اور سادگی پر زور دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل ۔۔۔ سے اس تقریر کا سامعین نے بہت اچھا اثر لیا۔ اس کے بعد سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد نے پرسوز لمبی دعا کرائی۔ تقریب رخصتانہ نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔ تقریب میں احمدی احباب کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر احمدی اور غیر مسلم دوست بھی حاضر تھے۔ اس موقعہ پر مکرم مولوی عبدالحق صاحب شفیق مبلغ انچارج آندھرا پردیش کا ایک مضمون بعنوان "رخصتی" شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔ اسی روز مسجد اقصیٰ قادیان میں بعد نماز عصر حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے بھی اجتماعی دعا فرمائی۔

اس خوشی کے موقعہ پر شکرانہ فنڈ میں ۲۵/- روپے اور اشاعت بدر میں ۔۔۔ روپے محترم سیٹھ محمد اللہ الہ دین صاحب نے ادا کئے۔ ۔۔۔ مقامی چندہ دینے کے علاوہ مرکز بھی ارسال کئے جا رہے ہیں۔

نوٹ: محترمہ عزیزہ صدیقہ سلیما کا نکاح عزیزم ڈاکٹر سید جعفر علی صاحب ابن سید غلام دستگیر صاحب مرحوم کے ساتھ مورخہ ۲۶ ربنوت ۱۳۴۶ ہش کو مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے فرمایا تھا۔

خاکسار بشیر الدین

سیکرٹری تبلیغ و تعلیم و تربیت سکندرآباد

زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب نصاب پر فرض ہے

یہ پیش کر رہے ہیں تو ہمارے لئے بڑی مشکل پیدا ہو جائے گی کیونکہ ان کے پاس اس کا جواب کوئی نہیں اور اسلام کی یہی حسین تعلیم ہے آپ اس زمانہ کے حالات کو دیکھیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نجران کے وفد کو کہا کہ عیسائی رہتے ہوئے میری اس مسجد میں جو مساجد میں سب سے زیادہ عزت اور احترام والی مسجد تھی تم اپنے طریقہ کے مطابق اللہ کی عبادت کرو۔ کیونکہ عیسائیوں کا وہ فرقہ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنے والا فرقہ تھا۔ قرآن کریم نے یہ اعلان کر دیا کہ

اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ

کوئی انسان مسجد کے اوپر ملکیت کا دعویٰ کر ہی نہیں سکتا۔ مسجد اللہ کی ہے فلا تدعوا مع اللّٰہ احدا (الجن) ہر وہ شخص جو موحد ہونے کی صورت میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کرنا چاہے اس کے لئے مساجد کے دروازے کھلے ہیں۔ خدائے واحد و یگانہ نے آگے وہ سر دے کئے۔ اس کا حکم ہمیں دیا جنہیں مجاز کر کے دکھا دیا۔ کہ جہاں گئے ان کی زبان نہیں کاٹی ان کا دل جیتا۔ گردنیں تو اس جگہ کاٹنی پڑیں۔ جب یہ سوال پیدا ہوا کہ مسلمان کی گردن کٹنی چاہیئے یا ایرانی کی یعنی کسریٰ کی فوج کے سپاہی کی۔ مسلمان کی گردن کٹنی چاہیئے یا اس کی روم کے سپاہی کی تو خدا نے کہا کہ کسی کی گردن ایسے نہ دیکھ [illegible] قابلِ احترام ہے اس کی ہی حفاظت کرو۔ گردن کاٹ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ اس بے سر و سامان فوج نے خدا کے حکم کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کی مدد کے ساتھ ایک ایک میدان میں ایک ایک دن میں ستر ستر ہزار گردنیں کاٹ دیں۔ لیکن ایک دن میں ستر ستر ہزار گردنیں کاٹنے کے باوجود اس علاقے کے دل اس طرح جیتے کہ انہوں نے کہا کہ ہم تمہارا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر یہ محبت نہ ہوتی اگر یہ پیار کا اعلان اور پیار کا سلوک نہ ہوتا اگر مساوات کا نعرہ نہ لگایا جاتا تو جب ستر ہزار گردن کٹی تھی تو اس علاقہ میں ستر ہزار دشمنیاں پیدا ہو جانی چاہئے تھیں۔ مگر دشمنی پیدا نہیں ہوئی بلکہ پیار پیدا ہوا۔ اس لئے کہ جو بے بسی کی تلوار اسلام کو چلانی پڑی اس سے زیادہ تیز دھار والی پیار اور محبت کی تلوار رکھی۔ ان کو مجبوراً گردن کاٹنی پڑی اور دوسرے لوگوں کے لئے بشاشت کے ساتھ دل جیت لئے اور کوئی [illegible] کوئی تلخی کوئی بدمزگی اور کوئی نفرت کوئی دشمنی نہیں پیدا ہوئی بلکہ محبت کی فضا پیدا ہوئی۔ تو کتنی زبردست تھی وہ محبت کتنا زبردست تھا وہ پیار کتنی عظیم تھی وہ مساوات جو عملاً مسلمانوں سے ظاہر ہوئی کہ ایک ایک دن میں ستر ستر ہزار گردنیں کاٹے گئے کے باوجود لوگ مجبور تھے کہ اپنے دل مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔

یہ معمولی بات نہیں ہے

تو یہ مذہب یہ تعلیم یہ عظیم کتاب جو ہر انسان کے دلوں کو جیت سکتی ہے اس تعلیم کو پس پشت ڈال کر ہم آپس میں لڑنا شروع کر دیں گے اور ملک کی تباہی کے سامان پیدا کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور جتنی چاہئیں آپ یہ دعا کر سکتے ہیں اور

یہ دعا آپ کو کرنی چاہیئے

کہ اللہ تعالیٰ نے آج پھر اس صدی غلبۂ اسلام کے سامان پیدا کئے اور ایک تو ہمارا توجہ وہ سو سال پہلے گذری اور ایک ہمارا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم اور محبوب ترین روحانی فرزند مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آ گئی۔ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بنی نوع انسان کے لئے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کے نور کے اندر داخل کرے۔ وہی اسوہ کے مطابق ہیں

تمام انسانوں کے لئے

یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو اپنے نور سے منور کرنے کے سامان پیدا کرے اور اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرنے کے سامان پیدا کرے۔ بڑی کثرت سے یہ دعائیں کریں اور ان کو معمولی نہ سمجھیں۔ یہ تو ایک چھوٹی سی چیز ہے کہ بچہ بیمار ہے [illegible] ہم نے دعا کرنی ہے یہ تو ایک چھوٹی سی چیز ہے کہ قرضہ ہو گیا۔ اس کے لئے ہم نے دعا کرنی ہے۔ یہ تو ایک چھوٹی سی چیز ہے کہ فصل ہم نے بوئی ہے اور یہ دعا کرنی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور دعا ہم نے اتنی چھوٹی سی چیز کے لئے بھی کرنی ہے کہ بوٹ کا تسمہ ٹوٹ گیا ہے ہم اپنی طاقت سے لے نہیں سکتے۔ اسے ملا دے۔ لیکن یہ تو اصل دعا کے مقابلہ میں چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے دعا ہے

اس دعا کو اسوہ بناؤ

منظوری انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدیداران کی یکم مئی ۱۹۷۱ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۷۴ء تک تین سال کے لئے منظوری دی جا چکی ہے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

جماعت احمدیہ سرینگر (کشمیر)

- صدر: مکرم بابو تاج الدین صاحب
- نائب صدر: ،، ماسٹر نذیر احمد صاحب
- سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ و تربیت: ،، عبد الحمید صاحب مضطر
- سیکرٹری مال: ،، مفضل اکرام صاحب
- سیکرٹری تعلیم: ،، ڈاکٹر مظفر احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔
- سیکرٹری تحریک جدید و سیکرٹری تحریک ... : مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب ایم بی بی ایس
- قاضی و آڈیٹر: مکرم خواجہ عبد العزیز صاحب
- امام الصلوٰۃ: ،، عبد المجید صاحب و مکرم غلام احمد صاحب [illegible]

جماعت احمدیہ آسنور ضلع اننت ناگ (کشمیر)

- صدر: مکرم عبد المنان صاحب ڈار
- سیکرٹری جائیداد: ،، عبد الخالق صاحب ریشی
- امین: ،، عبد المجید صاحب ریشی
- قاضی: ،، عبد العزیز صاحب [illegible]
- امام الصلوٰۃ: مکرم عبد الغفار صاحب بگیہ
- آڈیٹر: مکرم بشارت احمد صاحب ڈار

اعلان نکاح

مکرم و محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مورخہ ۲۴/۶/۷۱ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مکرمہ ناصرہ خاتون صاحبہ بنت مکرم مجید الدین صاحب [illegible] کے نکاح کا ہمراہ محمد حفیظ احمد صاحب ولد معین الدین صاحب مرحوم [illegible] مکرم منشی کلیم الدین صاحب [illegible] مبلغ ۲۵۵/- روپیہ پر اعلان فرمایا۔

اس خوشی میں مکرم مجید الدین صاحب نے ۵/- روپیہ شکرانہ فنڈ اور ۵/- روپیہ اعانت بدر، مکرم منشی کلیم الدین صاحب نے ۵/- روپے شکرانہ فنڈ اور ۵/- روپیہ اعانت بدر، مکرمہ [illegible] منشی کلیم الدین صاحب نے ۵ روپیہ شکرانہ اور ۵/- روپیہ اعانت بدر میں ادا فرمائے۔ احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرماویں۔

خاکسار قریشی محمد شفیع عابد
انسپکٹر تحریک جدید قادیان

درخواست دعا

میری بچی عزیزہ عابدہ انجم سلمہا کے اچانک گر جانے سے بائیں ہاتھ کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں جس کی وجہ سے پلاسٹر بندھوانا پڑا۔

احباب جماعت و جملہ درویشان قادیان اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس کی ہڈیاں ٹھیک سے جڑ جائیں اور ہر پریشانی سے محفوظ رہے۔ آمین۔

مبلغ دس روپیہ (۱۰/- روپیہ) بطور اعانت بدر ارسال خدمت ہے۔

خادم (ڈاکٹر) محمد عابد شاہجہانپور

تصحیح بدر کی گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں مکرم حسن ابراہیم صاحب [illegible] کے چندہ میں اضافہ ۱۰۰ روپیہ شائع ہو گیا ہے حالانکہ ۳۰/- تھا۔ یعنی پہلے وہ ۳۰/- روپیہ ماہانہ دیتے تھے ۶۰/- روپیہ ماہانہ دیں گے۔ احباب تصحیح فرمائیں۔

جس دعا نے آسمان پر شور مچایا اور اس زمین پر ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا وہ دعا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کی خیر خواہی کے لئے کی [illegible] جو صحابہ نے پایا آپ بھی پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس کی توفیق دے۔

اللّٰھم آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی مصروفیات!

نظام خلافت اور استجابت دعا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خارقِ عادت تاثیرات حضور کا ایک تازہ ارشاد

مکرم بشیر احمد صاحب رفیق بی۔ اے پرائیویٹ سیکرٹری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اپنے پیاروں کے ساتھ اس کا یہ سلوک عام لوگوں کی نسبت کہیں بڑھ کر ہوتا ہے۔ بسا اوقات ان کے منہ سے نکلے ہوئے کلمات کو بھی وہ پورا کر دیتا ہے۔ اور ان کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیرات پیدا کر دیتا ہے۔ خلفاء راشدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید کی تجلی سب سے بڑھ کر دعاؤں کی قبولیت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے ...... میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی" (منصب خلافت)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کی افتتاحی تقریر میں فرمایا:۔

"... کی تسکین قلب کے لئے آپ کے بار کو ہلکا کرنے کے لئے آپ کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے اپنے رب رحیم سے قبولیت دعا کا نشان مانگے اور مجھے پورا یقین اور بھروسہ ہے اس پاک ذات پر کہ وہ میری اس التجا کو رد نہیں کرے گا"

۱۹۶۷ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگلستان کا دورہ فرمایا۔ انگلستان کی جماعتوں سے خطاب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

"میں اکثر اپنے سجدوں میں دعا کرتا ہوں کہ اے خدا جنہوں نے دعا کے لئے لکھا ہے ان پر بھی فضل کر اور جنہوں نے سستی اور کوتاہی کی ان پر بھی رحم فرما۔ یہ دعا میں اس لئے کرتا ہوں کہ میرا سب سے تعلق ہے اور سب کے لئے میرے دل میں محبت پیدا کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات اتنی پیاری اور محبت کرنے والی ہے کہ انسانی عقل اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں خدا تعالیٰ نے ہزار ہا لوگوں کی ضرورتوں کو اپنے فضل سے میری دعا کے ذریعہ پورا کیا۔ جن کے حق میں یہ دعائیں قبول ہوئیں وہ ہر جگہ ہیں۔ یہاں کے بھی اور افریقہ کے بھی۔ افریقہ سے مجھے ایک دوست نے لکھا کہ میری چھ سات لڑکیاں ہیں کوئی نرینہ اولاد نہیں۔ میں نے دعا کی اور اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ کوئی بیوقوف کہہ سکتا ہے کہ یہ اتفاق ہے۔ ہم زیادہ بحث میں نہیں جاتے کیونکہ وہ اسے سمجھ نہیں سکتا۔ ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ اگر یہ اتفاق ہے تو بھی اسلام کے حق میں پڑا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔"

قبولیت دعا کا ایک تازہ نشان

فرینکفورٹ (جرمنی) میں ایک مخلص دوست مکرم محمد شریف صاحب خالد ہیں۔ ان کے ہاں پچھلے دس سال سے کوئی اولاد نہ تھی۔ ڈاکٹروں نے یہ تشخیص کی کہ UTERUS کے موہنہ پر کینسر کے آثار ہیں جس کے لئے اپریشن ضروری ہے۔ مکرم خالد صاحب نے حضور کی خدمت میں دعا اور اپریشن کی اجازت کے لئے لکھا حضور نے فرمایا کہ اپریشن ہرگز نہ کرائیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ وہاں کے چوٹی کے ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ بچہ پیدا ہونے کی قطعاً کوئی امید نہیں اور اپریشن کے نتیجہ میں جو ایک فیصد امید ہے وہ بھی جاتی رہے گی۔

حضور ایدہ اللہ کی دعا سے ان کے ہاں امیدواری ہو گئی۔ چنانچہ خالد صاحب مئی میں یہاں آئے ہوئے تھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ درخواست کی کہ حضور ایک لڑکے اور لڑکی کے لئے نام بھی تجویز فرما دیں۔ تا جب بچہ پیدا ہو تو فوراً نام رکھ دیا جائے۔ حضور نے فرمایا۔ بچی کے لئے "خولہ" نام اس شرط پر تجویز کرتا ہوں کہ جب یہ بڑی ہو تو آپ اس کو شہسواری سکھائیں گے تا یہ معناً بھی حضرت خولہؓ کی مثیل ہو۔

اب ۸ رجون کو خالد صاحب نے یہ اطلاع دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو لڑکی عطا فرمائی ہے۔ ان کے خط کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:۔

"حضور کو یہ سن کر انتہائی خوشی ہوگی کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو سنا اور اپنے فضل و کرم سے محمودہ کو ایک بہت ہی پیاری بچی عطا فرمائی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ یہ محض حضور پُرنور کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ورنہ جرمنی کے چار اسپیشلسٹ یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ محمودہ کے ہاں بچہ ہونا ننانوے فی صد مشکل ہے بلکہ وہ یہ ناممکن سمجھتے ہوئے ذاتی صحت کے لئے ایک اپریشن ضروری قرار دے رہے تھے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ اس اپریشن کے لئے بچہ کی جو ایک فی صد امید ہے وہ بھی ختم ہو جائے گی لیکن اپریشن کرانا بھی محمودہ کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ گذشتہ سال تو ہم نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اپریشن کروا دیا جائے۔ چنانچہ اس اپریشن کی اجازت کے لئے حضور کی خدمت میں لکھا لیکن حضور نے اپریشن کی اجازت نہ دیتے ہوئے لکھا تھا کہ میں دعا کروں گا اور چھ ماہ تک اپریشن نہ کروایا جائے۔ چنانچہ آج حضور کی دعاؤں کے نتیجہ میں شادی کے پورے دس سال بعد خدا تعالیٰ نے ہمارے خاندان کو اس خوشی سے نوازا ہے۔ گذشتہ دنوں میں جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو حضور نے بچی کا نام "خولہ" تجویز فرمایا تھا جبکہ ابھی بچی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ قدرتی طور پر لوگوں میں لڑکے کی خواہش ہوتی ہے لیکن اس روز سے خدا تعالیٰ نے میرے دل میں بچی کی خواہش کو اس قدر زیادہ کر دیا تھا کہ "خولہ" نام رکھنے کے ساتھ حضور نے اس کی تربیت پر جو شرط لگائی تھی دلی خواہش تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے بیٹی زندگی دی تو حضور کی اس خواہش کو پورا کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔"

اسباب پر دار و مدار شرک ہے

ایک دوست کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے دوا مرحمت فرمائی وہ چند دن بعد آئے اور کہنے لگے کہ حضور مجھے تو اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ پھر آپ مزید استعمال نہ کریں۔ اس موقعہ پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جڑی بوٹیوں میں مختلف خواص رکھے ہیں اور ان میں امراض کے لئے شفا رکھی ہے۔ لیکن ان میں خواص پیدا کرنے کے بعد وہ الگ نہیں ہو گیا بلکہ جب ایک شخص اس کو کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوا کو حکم دیتا ہے کہ تو نے اپنے خواص ظاہر نہیں کرنے اور وہ دوا اپنا بوٹی اس شخص کیلئے بے اثر ہو جاتی ہے۔ جبکہ کسی دوسرے کے لئے جس کے لئے اذن الٰہی ہو جاتا ہے۔ یہی دوا شفا کے سامان پیدا کر دیتی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کا حکم ہر انسان کے ہر معاملہ میں نافذ ہوتا ہے۔ دوائیں بھی خواص بھی وہی پیدا کرتا ہے اور پھر اس کے حکم سے یہ خواص بعض لوگوں میں کام نہیں کرتے پس اصل تکیہ انسان کو اللہ تعالیٰ پر کرنا چاہیئے۔ اسباب بھی اسی کے پیدا کردہ ہیں صرف اسباب پر دار و مدار رکھنا شرک میں داخل ہے۔

درخواست دعا

مولوی محمد یوسف صاحب زیروی ہلکشو میسور سٹیٹ میں مختلف مقامات میں گھوم کر تبلیغ کرتے ہیں تقریباً ماہ سے مختلف عوارض سے بیمار تھے ایک ہفتہ سے تکلیف زیادہ بڑھ گئی ہے اور ان کو امریکن ہسپتال یادگیر میں داخل کر دیا گیا ہے ٹانگ میں ایک زخم ہے جس کی وجہ سے زیادہ پریشان ہیں۔ میں احباب جماعت سے مولوی صاحب کی کامل و عاجل شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت دے۔

مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

حسین یادوں کے نہ مٹنے والے نقوش

نواب اکبر یار جنگ بہادر مرحوم کے حسنِ سلوک اور تعلقِ خاطر کا ذکر خیر

از میاں عبدالرحیم صاحب خالد بیرسٹر لاء مالیر کوٹلہ

ماہ دسمبر ۱۹۷۰ء میں چند دنوں کے لئے میں اپنے بزرگ عزیزوں اور دوستوں سے ملنے ربوہ گیا تھا۔ اس موقعہ پر مکرم سیٹھ اعظم صاحب حیدرآبادی جن سے میرے پرانے دوستانہ مراسم ہیں سے اکثر ملاقات ہوا کرتی تھی اور موضوع گفتگو بالخصوص سابق ریاست حیدرآباد کی شاندار اور ناقابل فراموش تہذیب و تمدن اور وہاں کے بعض لائق احترام ہستیوں کے حسن اخلاق اور دیگر قابل تقلید خوبیوں کا ہوا کرتا تھا ان صحبتوں میں سے جناب مولوی غلام اکبر خاں صاحب مرحوم المخاطب بہ نواب اکبر یار جنگ بہادر سابق ہوم سیکرٹری جج حیدرآباد ہائیکورٹ کا ذکر بالخصوص ہوتا سیٹھ صاحب موصوف کی تحریک اور اصرار پر میں فی الحال نواب صاحب ممدوح کے قابل رشک محاسن، علی اخلاق اور ان کی بے مثال مہمان نوازی کے چند نہ مٹنے والی یادیں بطور ہدیہ و تشکر و عقیدت پیش کر رہا ہوں

حیدرآباد میرے زمانہ ملازمت ۱۹۲۹-۳۱ء میں ایک عجیب مقام تھا لوگ کیسے میٹھے خوش اخلاق نرم گفتار مہمان نواز مہذب شائستہ اور لحاظ و مروت کے پتلے تھے میری جوانی کا زمانہ تھا جس طرف نظر اٹھتی تھی شگفتگی و انبساط کے مناظر دکھائی دیتے تھے جس سے ملاقات ہوتی اس سے ملکر دل باغ باغ ہو جایا کرتا تھا دل آج بھی ان پر لطف صحبتوں اور اس دلکش ماحول کا متلاشی ہے۔

میں ۱۹۰۲ء میں بمبئی سے پونا ہوتا ہوا سکندر آباد پہنچا جہاں سیٹھ علی محمد صاحب ایم۔ اے (ایڈنبرا) جو حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں رہا کرتے تھے وہ میرے قیام انگلستان کے زمانے میں مسجد لنڈن کے مکان میں رہا کرتے تھے اور اس وقت ان کی عمر ۱۷-۱۸ سال کی تھی اور میں انہیں پیار سے لٹل علی Little Ali کے نام سے پکارا کرتا تھا میں نے انہیں پونا سے تار دی کہ فلاں تاریخ پہنچ رہا ہوں اور یہ کہ آپ کے یہاں ٹھہروں گا جب ریل سکندرآباد ریلوے اسٹیشن پر رکی تو پلیٹ فارم پر سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین صاحب مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ عنہ اور سیٹھ علی محمد صاحب موجود تھے اور نواب اکبر یار جنگ کی موٹر کار اسٹیشن کے باہر میرے لئے منتظر کھڑی تھی بعد ملاقات ہر دو سیٹھ صاحبان تو پہلے رخصت ہو گئے اور مولانا نیر صاحب اور میں نواب صاحب مرحوم کی موٹر میں سیٹھ صاحبان کے مکان پر بعد میں پہنچے جہاں ناشتہ کا انتظام تھا اس وقت مولانا نیر صاحب نے مجھے بتلایا کہ میرے لئے نواب اکبر یار جنگ کے ہاں ٹھہرنے کا انتظام ہے میں اس وقت تک نواب صاحب سے بالکل ناواقف تھا اس لئے وقتی طور پر کچھ گھبرایا اور اس گومگو اور تشفی و تذبذب کی حالت میں مولانا نیر صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نواب صاحب کے در دولت پر پہنچا اس وقت وہ اپنے ترپ بازار کے مکان کے ڈرائینگ روم میں تشریف رکھتے تھے۔ مولانا نیر صاحب رضی اللہ عنہ نے میرا ان سے تعارف کرایا پڑھا بھی ہے اور سنا بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے۔ اور جب کبھی کوئی مہمان آپ کے ہاں آتا تو آپ فوراً دنبہ ذبح فرماتے نواب صاحب کے ہاں بھی کچھ ایسا ہی مہمان نوازی کا نمونہ مجھے نظر آیا مجھ سے ملکر ان کے چہرے پر خوشی اور انبساط کے ایسے آثار نمایاں ہوئے کہ گویا مجھ مہمان سے ملکر انہیں سب کچھ مل گیا بڑے التفات سے پیش آئے ملازم کو بلایا اور اپنے داماد سردار فضل حق خان (ناظم عدالت ضلع) کو طلب کیا فوراً آ گئے ان سے کہا کہ اوپر کے کمرے میں خالد صاحب کا سامان اپنی نگرانی میں رکھوا دو اور ملازم سے ارشاد فرمایا کہ میرے آرام کا ہر طرح خیال رکھے۔

نواب صاحب کے مکان کے بغل میں ایک خوبصورت باغ تھا جس کے درمیان چپس (Chips) سے بنا ہوا چبوترا تھا ایک فوارہ عجیب رعنائی سے پانی بکھیرتا اور چبوترے کے ارد گرد پانی بہتا رہتا تھا ہر شام اس چبوترے پر کرسیاں بچھ جاتی تھیں اور شام کو ملاقات کے لوگوں کے آنے کے لئے نواب صاحب وہیں ملا کرتے تھے پہلی شام میں بھی وہاں پہنچا اس وقت تک ملنے والوں میں سے کوئی نہیں آیا تھا اور نواب صاحب کے ساتھ میں ہی تنہا تھا۔ وہ وقت مجھے کبھی نہیں بھولا نواب صاحب نے فرمایا کہ میں قائم گنج یوپی سے حیدرآباد صرف سات روپے لے کر آیا تھا بعد میں میں نے سات سات ہزار سے بھی زائد کمائے ہیں اس میں شرم کی کیا بات ہے اگر تمہیں روپیہ پیسے کی ضرورت ہو تو بلا دریغ مجھ سے لے لیا کرو میں نے ایسے الفاظ کسی اجنبی سے پہلے کبھی نہیں سنے تھے۔ اس لئے میں بے حد گھبرایا میرے اس احساس بے چینی کو آپ نے فوراً بھانپ لیا اور اپنا سلسلۂ کلام بدل دیا نواب صاحب کے مجھ سے یہ بات کہنے کی ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ انہیں اس امر کا علم ہو گیا کہ میں اپنے والدین سے اجازت لئے بغیر حیدرآباد چلا گیا تھا میرے والد محترم حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کا اصرار تھا کہ میں وکالت ہی کروں لیکن مجھے اس سے زیادہ دلچسپی نہ تھی یہ طویل قصہ ہے جس کے بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ نواب صاحب سے یہ گفتگو جاری تھی کہ مولانا نیر صاحب حسب وعدہ آ گئے اور میں نے ان کی موجودگی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا خط جو میرے متعلق تھا نواب صاحب کو دیا پڑھنے کے بعد فرمانے لگے کہ اب میرا زیادہ فرض ہو گیا ہے کہ میں آپ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کروں اس کے ساتھ فرمایا کہ یہاں ملکی اور غیر ملکی کا مسئلہ کچھ پیچیدہ اور دشوار سا ہے دیتے جو مجھ سے ہو سکے گا دریغ نہ ہو گا البتہ اگر کسی چوٹی کے انگریز افسر کا سفارشی خط مل سکے تو معاملہ کو آگے بڑھانے میں آسانی رہے گی۔

نواب صاحب کے اس ارشاد نے مجھے یہ بات یاد دلائی کہ ۱۹۲۶ء میں میں مشرقی افریقہ گیا تھا اس وقت وہاں یورپین اور ایشیائیوں خصوصاً ہندوستان میں بڑا تنازعہ تھا۔ اس کے حل کے لئے برطانوی حکومت نے ایک کمیشن (LEE) کو وہاں بھیجا ہوا تھا جس کے ایک ممبر جارج شسٹر تھے انڈیا کی نمائندگی کے علاوہ ایک سول سروس کے اعلیٰ عہدیدار کے کنور مہاراج سنگھ تھے جو اس زمانہ میں جنوبی کے کمشنر اور بعد میں بمبئی کے گورنر ہوئے کر رہے تھے۔ کنور صاحب مہاراجہ کپورتھلہ کے ایسے ہی قریبی عزیز تھے جیسے کہ ہم نواب صاحب مالیر کوٹلہ کے ہیں ریاست کے لوگوں میں آپس میں تعلقات ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ کنور صاحب میرے چچا سر ذوالفقار علی خان کے قریبی دوستوں میں سے تھے۔ چنانچہ جب میں مشرقی افریقہ میں کنور صاحب سے ملا تھا وہ نہ صرف مجھ سے بڑی شفقت سے پیش آئے تھے۔ بلکہ میرا تعارف کمیشن کے دوسرے ممبران سے بھی کر دیا تھا جن میں سے ایک سر جارج شسٹر بھی تھے سو میری آمد حیدرآباد کے وقت گورنر جنرل آف انڈیا کی ایگزیکٹو کونسل میں فنانس ممبر کے عہدہ پر فائز تھے جب نواب اکبر یار جنگ نے مجھ سے کسی چوٹی کے انگریز کے سفارشی خط کا ذکر کیا تھا تو میرا ذہن فوراً ان کی طرف گیا اور میں حیدرآباد سے شملہ آیا جہاں ان دنوں میرے والد محترم جون کا ماہ میں رہائش رکھتے تھے یہاں سر جارج سے ملا اور انہوں نے مجھے ... چیف ٹرسٹی ریونیو منسٹر حکومت حیدرآباد کے نام سفارش کا خط لکھ دیا ان دنوں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ جماعت کے کسی کام پر شملہ آئے تھے اور ان کے حسن توسط سے لارڈ ارون (وائسرائے ہند) کے پرائیویٹ سیکرٹری سر جارج کننگھم کی ریذیڈنٹ ... حیدرآباد کے نام سفارشی چٹھی مجھے ملی ان دونوں کے علاوہ سر مرزا محمد اسمٰعیل (دیوان ریاست میسور) نے سر امین جنگ مدار المہام پیشی حضور نظام اور سر ڈاکٹر محمد اقبال نے حیدرآباد کے وزیر اعظم یمین السلطنت مہاراجہ کشن پرشاد بہادر کے نام سفارشی خطوط مجھے لکھ دیئے تھے۔

میں ان سارے خطوط کو لے کر حیدرآباد واپس پہنچا اور نواب اکبر یار جنگ کو دکھائے وہ بہت خوش ہوئے اور اپنے اس خیال کا اظہار فرمایا کہ اب کسی اچھی خدمت کے حصول کے امکانات زیادہ روشن ہو گئے ہیں نواب صاحب نے میری ملازمت کے معاملہ کو بڑی شفقت اور توجہ کی تن دہی کے ساتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ان کی کوشش سے اعلیٰ حضرت حضور نظام نے اپنے ایک فرمان کے ذریعہ مجھے نہ صرف ملکی بلکہ عمر کی قید سے بھی مستثنیٰ قرار دے دیا۔ سر چیونکس ٹرنچ اگرچہ صرف ریونیو منسٹر تھے مگر اثر رسوخ کے لحاظ سے حیدرآباد میں اس زمانہ میں بے تاج بادشاہ تھے انہوں نے مجھے اپنی کوٹھی پر بلوایا اور دریافت کیا کہ میں کس محکمہ میں ملازمت چاہتا ہوں بعد گفتگو کے بتایا کہ میرے لئے عدالت کا محکمہ زیادہ موزوں رہے گا ایک دن نواب اکبر یار جنگ نے مجھے بتایا کہ نظام کی کونسل کے سب وزراء میرے معاملہ میں ہمدردی سے غور کر رہے ہیں اور مجھے یقین دلایا کہ جلد ہی کسی اچھی خدمت پر میرا تقرر ہو جائے گا۔

میری بدقسمتی کہیے یا اتفاق کہ انہی دنوں میں کسی سرکاری کارروائی کے سلسلہ میں نواب اکبر یار جنگ کا جو اس زمانہ میں ہوم سیکرٹری تھے سر چیونکس ٹرنچ سے اختلاف ہو گیا اور وہ نواب صاحب سے ناراض ہو گئے تھے اس زمانہ میں کسی انگریز سے بالخصوص اس حالت میں کہ وہ اعلیٰ افسر بھی ہو اختلاف کی جرأت نواب صاحب جیسے صاحب کردار شخص ہی کر سکتا تھا ان دنوں کے اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض ملکی افسروں نے سر چیونکس کو باور کرایا کہ خالد نواب صاحب کا آدمی ہے۔ اور انہی کے ہاں قیام پذیر ہے چنانچہ سر چیونکس نے جو کئی مرتبہ صدر المہام عدالت نواب لطف الدولہ سے میری سفارش کر چکے تھے۔ ان سے کہا کہ اب میری ملازمت کے معاملہ میں کوئی خاص دلچسپی باقی نہیں رہی ہے یہ صورت حال میرے لئے پریشانی کا باعث تھی لیکن نواب صاحب نے یہ کہہ کر مجھے تسلی دی کہ اب تمہاری ملازمت کا معاملہ کافی آگے بڑھ چکا ہے اس لئے اب انکار تو نہیں ہو سکتا البتہ جس بڑی خدمت کا انتظام زیر غور تھا شاید اب وہ نہ مل سکے اس سلسلہ میں نواب صاحب نے اپنے اس خیال کا مجھ سے اظہار کیا کہ کسی سب ججی اور فرسٹ کلاس مجسٹریٹی پر پہلے عارضی قائمقامی تقرر ہو گا اور بعد میں مستقل کر دیا جاؤں گا نواب صاحب کا یہ خیال درست ثابت ہوا۔ اور دو تین عارضیوں کے بعد ایک سال کے اندر مجھے میری ملازمت سب ججی پر مستقل کر دیا گیا تھا۔

حیدرآباد میں تمام عدالتی کارروائی اردو میں ہوا کرتی تھی اس کا اس قدر لحاظ رکھا جاتا تھا کہ میر عالم علی خاں (نواب عالم جنگ) جو بعد میں چیف جسٹس حیدرآباد ہائی کورٹ ہوئے انہوں نے اپنی ملازمت کے اوائل میں اپنا ایک فیصلہ انگریزی میں تحریر کر دیا تھا ہائی کورٹ نے نہ صرف اس کو نامنظور کر دیا بلکہ ان کی اس جرأت پر تنبیہ بھی کی تھی۔ اور ہدایت کی تھی کہ وہ فیصلہ دوبارہ اردو میں لکھیں چونکہ میں نے قانون انگلستان میں پڑھا تھا اور یوں بھی میں پنجابی تھا اس لئے اردو میں فیصلہ لکھنے میں مجھے خاصی دشواری تھی۔ مجھے پہلی عارضی "لاتور" میں ملی۔ نواب اکبر یار جنگ نے مجھے کئی ایک سفارشی خطوط "لاتور" کے ضلع عثمان آباد کے حکام کے نام لکھ دیئے ان میں سے ایک خط ممتاز الدین خاں کلکٹر اور دوسرا حیات الحسن ڈسٹرکٹ جج کے نام تھا بالخصوص ضلع کے ان حکام نے میرا ہر طرح کا خیال رکھا اور میں جب اختتام عارضی پر حیدرآباد واپس لوٹا تو میں نواب صاحب کے حضور اپنی اردو سے ناواقفی اور کچھ اپنی نالائقی پر رونا رویا اور ان سے کہا کہ یہ ملازمت مجھ سے نہ ہو سکے گی اللہ اللہ کس قدر ہمدرد اور شفیق وہ شخص تھا کتنے پیار اور کتنی محبت سے مجھے سمجھایا کہ گھبرانے اور دل برداشتہ ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ ہر نئے آفیسر پر یہ بیتی ہے تم جلد اردو لکھنا سیکھ جاؤ گے اور کام کی نوعیت کو بھی سمجھ جاؤ گے اور کہا کہ میری قانونی انگلش اور اردو لائبریری میرے داماد فضل حق خان کے ہاں ہے تم روزانہ وہاں جا کر دو تین گھنٹے اسٹڈی کر لیا کرو چنانچہ میں وہاں جاتا رہا ڈھائی ماہ بعد نواب صاحب نے مجھ سے کہا کہ اس عرصہ میں تم نے قانون کی کچھ مہارت حاصل کر لی ہو گی اس خیال سے میں نے تمہارے لئے عثمان آباد میں ایک دوسری عارضی کا انتظام کر دیا ہے جس سفر کے لئے ایک ہفتہ کی مجھے مہلت ملی اور نواب صاحب نے ہر شام کھانا کھانے کے بعد مجھے پڑھانا شروع کیا میری اس تدریس کے زمانہ میں ایک دن مرزا فرحت اللہ بیگ (اردو کے مشہور ادیب اور ہائی کورٹ کے جج) جو اس زمانہ میں نواب صاحب کی ماتحتی میں ڈپٹی ہوم سیکرٹری تھے۔ نواب صاحب سے ملنے آئے اور جب ہم کو اس حال میں دیکھا تو کہا کہ کیا درس و تدریس ہو رہی ہے تو نواب صاحب نے فرمایا کہ یہ بے چارے ایک دفعہ عارضی کر کے بہت پریشان ہو کر آئے ہیں۔ اور کافی دل برداشتہ ہیں چاہتا ہوں کہ اس دفعہ ان کو ایسی مایوسی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ تو مرزا صاحب نے کہا کہ انہیں میرے ہاں بھی بھجوا دیا کیجئے اور

کہا کہ مجھے یقین ہے کہ آئندہ ان کو مایوسی نہ ہو گی چنانچہ میں ان کے ہاں بھی آ جاتا رہا یہاں اس امر کا ذکر بے محل نہ ہو گا کہ مرزا فرحت اللہ بیگ کی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا (ام المومنین) سے نہایت قریب عزیزداری تھی۔ اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۹۳۸ء میں حیدرآباد تشریف لے گئے تھے۔ تو انہوں نے آپ کی نہایت پر تکلف ... اور شاندار دعوت کی تھی۔

مذکورہ اس ایک ہی واقعہ سے نواب اکبر یار جنگ کی ہمدردی اور شفقت کا اندازہ ہو سکتا ہے بہر حال جب میں عثمان آباد گیا تو نواب صاحب کے درس و تدریس کی وجہ سے میں تقریباً ایک سال تک خود اعتمادی کے ساتھ وہاں کام کرتا رہا۔ میری اس عارضی کے زمانہ میں نواب صاحب ہوم سیکرٹری کے عہدہ سے ہائی کورٹ کی ججی پر دوبارہ فائز ہو گئے تھے اور ان کے کورٹ میں میرے صادر کردہ بعض فیصلوں پر ناراضگی سے نگرانیاں کی گئیں تھیں اور جب میں اپنی عارضی کے اختتام پر حیدرآباد واپس آ کر نواب صاحب سے ملا تو نواب صاحب نے اپنی خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے کام سے مطمئن ہوں اس لئے میں نے چیف جسٹس کو اس بات پر آمادہ کر لیا ہے کہ تمہیں پھر عارضی پر بھجوا دیا جائے اور دو تین ماہ بعد مستقل کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کے علاوہ نواب صاحب کی توجہ اور کوشش سے میرا زمانہ وکالت بھی میری ملازمت کے زمانہ میں محسوب کیا گیا جس کی وجہ سے میرے گریڈ میں بھی اضافہ ہوا۔

اس کے علاوہ بیرسٹر ہونے کی بنا پر میری تنخواہ میں مزید اضافہ منظور کرا دیا سیشن جہاں میرا یہ تقرر ہوا تھا وہاں سب جج علاوہ مجسٹریٹ ہونے کے سب رجسٹرار بھی ہوا کرتا تھا۔ اور سب رجسٹرار کو اس کام کا معاوضہ سرکاری فیس (رجسٹری فیس) کا تیسرا حصہ بھی حکومت کا منظور کردہ تھا اس مد سے بھی مجھے کافی آمد ہو جاتی تھی اس طرح اگرچہ میں جونیئر آفیسر تھا لیکن میری تنخواہ اتنی تھی کہ مستقل ہونے پر میں نے اپنی سواری کے لئے شیورلیٹ کار خرید لی تھی۔

مجھے جب بھی چھٹیاں ملا کرتی تھیں تو میں حیدرآباد جا کر نواب صاحب کے ہاں ٹھہرا کرتا تھا۔ ان کے ہاں جاتے اور ٹھہرتے ہوئے مجھے یوں محسوس ہوتا کہ میں اپنے والد کے ہاں اپنے حق کے طور پر جب چاہوں جاؤں اور ٹھہروں اور ان کا سلوک بھی شفیق باپ ہی کا ہوتا تھا وہ نہایت کشادہ پیشانی اور محبت کے ساتھ اپنے پاس بٹھلاتے اور کھانے اور میرے انتظام کا بہتر سے بہتر انتظام کرواتے ایک مرتبہ میں بجائے ان کے ہاں ٹھہرنے کے حیدرآباد کے ایک معروف ہوٹل ڈیکاجی میں ٹھہرا اور وہاں سے نواب صاحب کے ہاں ملنے گیا بعد ملاقات جب میں اٹھنے لگا تو کہنے لگے کہ کھانا نہیں کھاؤ گے قبل اس کے کہ میں جواب دیتا ان کے کسی عزیز نے کہہ دیا اس دفعہ یہ ہوٹل میں ٹھہرے ہیں یہ بات سن کر ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور کبیدہ خاطری کے ساتھ فرمایا کہ ہاں یہ صاحب بہادر ہیں ہمارا دیسی کھانا ان کو کہاں پسند آتا ہے۔ ان کے چہرے کی حالت دیکھ کر اور ان کے ان الفاظ پر مجھے بڑی شرمندگی ہوئی اور میں نے معذرت کی اور کہا کہ میں اب یہاں سے نہیں جاؤں گا اور کھانا یہیں کھاؤں گا۔ ان کا دل آئینہ کی طرح صاف و شفاف تھا میرے جواب پر ان کی کبیدہ خاطری ایک دم دور ہو گئی اور ان کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور اپنے موٹر ڈرائیور کو اسی وقت بھیج کر میرا سامان ہوٹل سے منگوا لیا۔

ڈاکٹر ذاکر حسین خاں مرحوم صدر جمہوریہ ہند جو حال ہی میں دہلی میں فوت ہوئے ہیں وہ نواب اکبر یار جنگ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ وہ ایک مرتبہ بحیثیت صدر جامعہ ملیہ دہلی حیدرآباد آئے اور نواب صاحب کے ہاں ٹھہرے ان دنوں میں بھی نواب صاحب کے ہاں بطور مہمان ٹھہرا ہوا تھا نواب صاحب نے

(باقی دیکھیں صفحہ ... پر)

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۰ء

قسط ۲

ذکرِ حبیب علیہ السلام

از محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے مؤلف اصحاب احمد

احباب کے فائدہ کی خاطر فصرھن الیک پر عمل پیرا ہو کر یہ ابراہیم ثانی ان طیور قدسی صفات صحابہ کو بار بار مرکز قادیان میں آنے اور دیر تک قیام رکھنے کی تلقین فرماتے۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور کے زمانہ میں جب احباب حضور سے ملنے قادیان میں آتے یا جلسہ اور عیدین وغیرہ کے موقع پر آتے تو بہت دیر تک ٹھہرا کرتے تھے

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۸۸۹)

حضرت منشی اروڑے خاں صاحب رضی اور اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی ایک ایک دو دو ماہ حضور کی خدمت میں رہتے تھے حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں تین دن کی تعطیلات میں قادیان آیا عدالت کی مسلیں گھر میں بند کر آیا تیسرے دن حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ تعطیلیں ختم ہو گئی ہیں اجازت فرمائیں فرمایا ابھی ٹھہرو میں ٹھہر گیا منشی اروڑے خاں صاحب کا خط آیا کہ مجسٹریٹ بہت ناراض ہیں مسلیں موجود نہیں فوراً چلے آؤ۔ یہ خط دیکھ کر فرمایا لکھ دو ہمارا آنا نہیں ہوتا میں نے لکھ دیا اور ایک دو ماہ کے بعد حضور نے گن کر فرمایا کہ اتنا عرصہ ہو گیا ہے اب آپ جائیں۔ میں واپس پہنچا تو دفتر کے لوگوں نے بتایا کہ مجسٹریٹ بہت ناراض ہے۔ میں گھر پر جا کر ملا تو مجسٹریٹ نے صرف اتنا کہا کہ آپ نے بڑے دن لگائے ہیں میں نے کہا حضرت صاحب نے آنے نہیں دیا کہنے لگا کہ ان کا حکم تو مقدم ہے۔ میں تاریخیں ڈالتا رہا ہوں مسلوں کو اچھی طرح دیکھ لینا۔

(اصحاب احمد جلد چہارم طبع دوم صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲)

حضرت منشی عبد العزیز صاحب اوجلوی موضع سیکھواں میں جو قادیان سے پانچ چھ میل پر واقع ہے بطور پٹواری کام کرتے تھے اور وہاں نہایت مخلص احمدی حضرت میاں جمال الدین صاحب رضی حضرت میاں امام الدین صاحب رضی اور حضرت میاں خیر الدین صاحب رضی تھے منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ بیعت کے بعد ہم کثرت سے حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور قادیان آنا ہمارا روزانہ کا معمول تھا شاذ و نادر ہی ناغہ ہوتا اگر کبھی عشاء کے وقت بھی قادیان آنے کا خیال آتا تو اسی وقت ہم چاروں چل پڑتے اور سردیوں کے موسم میں نہروں سے گزر کر قادیان پہنچ جاتے اور جو مجبوری سے نہ آسکتا تو ہم واپس جا کر اسے سب باتیں سنا دیتے میں حضرت صاحب کے تقریباً سب سفروں میں ہمراہ رہا ہوں حضرت خلیفۃ المسیح اول فرماتے تھے کہ معلوم نہیں میاں عبد العزیز ملازمت کا کام کب کرتے ہیں کیونکہ ہمیشہ قادیان میں ہی نظر آتے ہیں (سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت ۷۵۱)

حصول برکات اور فیضان الٰہی کے لئے حضور باقاعدہ ملاقات اور خط و کتابت کے ذریعہ رابطہ قائم رکھنے کی تاکید فرماتے تھے۔ اور اس طرح احباب استفادہ کرتے تھے۔ چنانچہ محترم سیٹھ غلام نبی صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب نے فرمایا کہ لوگ حضرت صاحب کو تنگ کرتے ہیں اور بار بار دعا کے لئے رقعہ لکھ کر اوقات گرامی میں حارج ہوتے ہیں میں نے خیال کیا کہ میں ہی حضور کو بہت تنگ کرتا ہوں شاید روئے سخن میری ہی طرف ہو سو میں اسی وقت حضور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر حضور ہماری ان باتوں سے تنگ ہوتے ہیں تو ہم انہیں چھوڑ دیں فرمایا نہیں نہیں بلکہ بار بار لکھو جتنا زیادہ یاد دہانی کراؤ گے اتنا ہی بہتر ہوگا

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۵۲۴)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے بیان کیا کہ بعض لوگ اپنی کسی ضرورت کے ایام میں ہر روز دعا کے لئے خط لکھا کرتے تھے متواتر بلا ناغہ مدت تک خط پہنچنے پر حضور فرماتے کہ اب تو ہم کو بھی ان کے لئے خاص خیال پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ حضرت منشی محبوب عالم صاحب تاجر بائیسکل لاہور کے متواتر اور روز خطوط آنے پر حضور نے فرمایا کہ میاں محبوب عالم تو اب ہمارے پیچھے پڑ گئے ہیں اب ہم بھی ان کے لئے خاص طور سے دعا کریں گے چنانچہ حضور نے دعا کی اور ان کا کام جو اپنے نکاح کے متعلق تجویز تھی، پورا ہو گیا

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۷۱۴)

حضرت ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔اے (سابق مہر سنگھ) کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبد الرشید صاحب تاجر بٹالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے احمدی ہو جانے کی وجہ سے میرے والد مجھے عاق کر رہا ہے۔ یا عاق کر دینے والے ہیں جس سے میں ورثہ سے محروم ہو جاؤں گا حضور نے دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ گھبراؤ مت مجھے دعا کے لئے یاد دلاتے رہو خدا تعالیٰ بہتر سامان کر دے گا شیخ صاحب ان کی خدمت کرتے رہے چنانچہ ہفتہ عشرہ کے بعد شیخ صاحب کے والد بغیر ان کو عاق کرنے کے وفات پا گئے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۷۵۲)

حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب رضی (والد ماجد حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ) نے ذکر کیا کہ اول اول جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تو فرمایا کہ آپ کو ہمارے پاس بار بار آنا چاہیئے تاکہ ہمارا فیضان قلبی اور صحبت کے اثر کا پرتو آپ پر پڑ کر آپ کی روحانی ترقیات ہوں۔ میں نے عرض کی کہ حضور ملازمت میں رخصت بار بار نہیں ملتی فرمایا ایسے حالات میں آپ بذریعہ خط بار بار یاد دہانی کراتے رہا کریں تاکہ دعاؤں کے ذریعہ توجہ جاری رہے کیونکہ فیضان الٰہی کا اجراء بر صحبت صالحین کے تکرار یا بذریعہ خطوط دعا کی یاد دہانی پر منحصر ہے

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۸۹۵)

حضرت میاں عبد اللہ صاحب سنوری ایسے معدودے چند خوش قسمت احباب میں سے تھے جن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حضور کے دعویٰ سے قبل کا تھا ہوشیارپور کے چلہ کے بابرکت موقعہ پر بھی آپ ان تین افراد میں سے تھے جن کو خدمت کرنے کا موقعہ ملا افسوس کہ ایک نے ارتداد اختیار کیا آپ کثرت سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضور بھی آپ کو اپنے کاموں کے لئے بلایا کرتے تھے حضور آپ رضی سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور سرخی والے نشان کے بھی آپ گواہ ہیں اور یہ نشان اس وقت ظاہر ہوا تھا جب آپ مسجد مبارک سے ملحق کمرہ میں حضور کا جسم دبا رہے تھے۔ اور آپ نے حضور سے باصرار یہ سرخ چھینٹوں والا کرتا مانگا تھا جو حضور نے اس شرط کے ساتھ عنایت کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے چنانچہ آپ کی وفات پر آپ کو یہ کرتہ پہنا دیا گیا تھا اور بحمد اللہ خاکسار نے بھی یہ کرتا اس وقت اکتوبر ۱۹۲۷ء میں آپ کو پہنایا ہوا دیکھا تھا آپ اپنی زندگی میں ہی بامراد ہو گئے تھے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مسجد اقصیٰ میں ٹہل رہے تھے میں ایک کونہ میں قرآن شریف پڑھنے بیٹھ گیا اس وقت اور کوئی شخص مسجد میں نہیں تھا حضور نے ٹہلتے ٹہلتے ایک دفعہ ٹھہر کر میری طرف دیکھا اور میں نے بھی اسی وقت آپ کی طرف دیکھا تو جب میری اور حضور کی نظر ملی تو خبر نہیں اس وقت حضور کی نظر میں کیا تھا کہ میرا دل میرے سینے کے اندر پگھل گیا اور میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بڑی دیر تک دعا کرتا رہا اور حضور ٹہلتے رہے پھر آخر حضور ہی نے مجھ سے فرمایا میاں عبد اللہ اب دعا بہت ہو چکی اب ختم کرو آپ بیان کرتے تھے کہ میں نے اس دن یہ سمجھا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ بعض وقت کامل کی نظر انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے جب حضور کی محبت اور شفقت یاد آتی ہے۔ تو میری جان گداز ہو جاتی ہے۔

(سیرت المہدی حصہ اول روایت ۱۱۱)

حضور کے مجلس کا حال بیان کرتے ہوئے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام بڑے ہی خطاکار کی طرف عفو جہت اور مدارات سے متوجہ رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود اسے اصلاح کی توفیق دیتا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے کبھی کسی کو ننگا کر بات کی ہو یا مجلس میں کسی کو مخاطب کر کے کہا ہو کہ تم بہت نالائق ہو اور آپ کا خلق اپنی اس وحی کا بدیہہ فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث تو ان سے نرمی کا سلوک کرتا ہے اور اگر تو سخت زبان اور سخت دل ہوتا تو یہ تیرے پاس سے چلے جاتے اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے۔ نیز حضرت مولوی عبد الکریم صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت کبھی پسند نہیں کرتے تھے کہ خدام ان کے پاس سے جائیں آنے پر بڑے خوش ہوتے تھے۔ اور جانے پر گرہ سے رخصت دیتے ہیں اور کثرت سے آنے جانے والوں کو بہت ہی پسند فرماتے ہیں اب کی دفعہ دسمبر میں بہت کم لوگ آئے اس پر بہت اظہار افسوس کیا اور فرمایا ہنوز لوگ ہمارے [illegible] سے واقف نہیں ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ کیا بن جائیں وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہو سکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں [illegible] ہیں تو دوستوں کے وجود [illegible] پہنچتا ہے [illegible]

[illegible] ایک دفعہ حکیم فضل الدین [illegible] نے عرض کیا کہ حضور میں یہاں نکما بیٹھا کیا کرتا ہوں۔ مجھے حکم ہو تو بھیرہ چلا جاؤں وہاں درس قرآن کریم ہی کروں گا۔

یہاں مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ میں حضور کے کسی کام نہیں آتا اور شاید بے کار بیٹھے میں کوئی معصیت نہ ہو فرمایا آپ کا یہاں بیٹھنا ہی جہاد ہے۔ اور یہ بے کاری ہی بڑا کام ہے غرض بڑے دردناک اور افسوس بھرے لفظوں میں نہ آنے والوں کی شکایت کی اور فرمایا یہ عذر کرنے والے وہی ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عذر کیا تھا کہ ان بیوتنا عورۃ اور خدا تعالیٰ نے ان کی تکذیب کر دی کہ ان یریدون الا فرارا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو جو اس وقت نو عمر تھے ذکر کرتے ہیں کہ بار بار قادیان آنے میں اور اسی تاک میں رہتے ہیں کہ کب موقعہ ملے اور قادیان پہنچیں اور لکھتے ہیں۔

" مفتی صاحب کی یہ سیرت اگر عشق الٰہی نہیں تو اور کیا وجہ ہے کہ وہ ساری مجبوریوں کو توڑ کر ریل اور دار بٹالہ میں اتر کر نہ رات دیکھتے ہیں نہ دن، نہ سردی نہ گرمی نہ بارش، نہ اندھیری آدھی آدھی رات گویا وہ پا پیادہ پہنچتے ہیں جماعت کو اس نوجوان عاشق کی سیرت سے سبق لینا چاہئے"

(سیرت مسیح موعود صفحہ ۹۱ تا ۹۲)

حضرت اقدس علیہ السلام زیارت مرکز اور خلافت کے بارے میں جو تاکید فرماتے تھے اور صحابہ کرام کو اس یاد سے جس قدر عشق تھا اور ان ... کے ... زیادہ کیا ... اس امر کی طرف توجہ دلانا ہے کہ مراکز سلسلہ اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیارت اور حضور سے بذریعہ کثرت خطوط رابطہ قائم رکھنے کی اہمیت دلنشین کی جائے۔

احباب سے حضور کی محبت

حضور کی ملاقات کا یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ احباب مختلف رنگوں میں حضور کی محبت و شفقت ... کے مورد ہوتے تھے آپ ... کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے تھے۔ اور نہایت درد سے ان کے لئے دعا کرتے تھے حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میری بیوی کو ایک دفعہ سخت درد تھی جس سے رات کو نیند نہ آتی تھی نہ دن کو ڈاکٹری علاج اور حضرت خلیفہ اول کی علاج سے بھی آرام نہیں آیا تھا حضرت ام المومنین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور کے بلانے پر میری بیوی نے اپنی تکلیف بتائی حضور نے وضو کیا اور فرمایا کہ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں آپ کو اللہ تعالیٰ آرام دے گا گھبرائیں نہیں حضور نے دو نفل پڑھے اتنے میں انہیں محسوس ہوا کہ ایک شعلہ دھوئیں والا درد والے دانت کی جڑ سے نکل کر آسمان کی طرف جا رہا ہے اور ساتھ ہی درد کم ہوتا جا رہا ہے چنانچہ جب وہ شعلہ آسمان تک جا کر نظر سے غائب ہو گیا تو تھوڑی دیر بعد حضور نے سلام پھیرا اور وہ درد فوراً رفع ہو گیا حضور نے فرمایا کیوں جی اب آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کی حضور کی دعا سے آرام ہو گیا ہے اور ان کو بڑی خوشی ہوئی کہ خدا نے ان کو اس عذاب سے بچا لیا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۸۸۴)

حضور ضعیف اور کمزور احباب کا خاص خیال رکھتے تھے لاہور میں مسٹر تیمور بھینی کے ایک ضعیف العمر قوال شخص حضور کی زیارت کے لئے آئے احباب مسجد میں حضور تک نہ پہنچ سکے اور بلند آواز سے بولے حضور میں تو زیارت کے لئے آیا ہوں فرمایا باباجی کو آگے آنے دو لیکن وہ شخص اچھی طرح نہ اٹھ سکا تو فرمایا کہ باباجی کو تکلیف ہے اور خود اٹھ کر اس کے پاس آ بیٹھے حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب دار الفضل قادیان والے جو آنکھوں سے معذور تھے بیان کرتے ہیں کہ عید کا دن تھا آدمیوں کی کثرت تھی میں حضور سے بہت دور فاصلے پر تھا حضور احباب سے مصافحہ کر رہے تھے۔ میں نے بھی مصافحہ کرنا چاہا مگر آدمیوں کی بھیڑ تھی حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ حافظ صاحب! یہیں ٹھہرو!! میں آتا ہوں حضور میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور اکثر حضور السلام علیکم پہلے کہتے تھے حافظ صاحب یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ حضور ایک دفعہ ایک چھوٹے کمرہ میں بیٹھے تھے اور جماعت کے بعض خاص خاص مشورہ کے لئے آئے ہوئے تھے میں بھی ملاقات کے لئے گیا جگہ کی تنگی کی وجہ سے میں جوتے ایک طرف کر کے جگہ تلاش کرنے لگا حضور نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا کہ آگے آ جائیے جگہ میرے پاس موجود ہے اگرچہ جگہ بہت تنگ تھی مگر حضور کی ... کر لوگ پیچھے ہٹنے شروع ہو گئے اور حضور نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۷۶۷ و ۱۱۱۱ و ۱۴۱۸)

احباب کو بخوبی علم تھا کہ حضور معمولی اشیاء بھی تحفے میں قدر کی نگاہ سے قبول کرتے ہیں اور حضور کی نظر شفقت سے قلبی اخلاص پر ہوتی تھی نہ کہ تحائف کی قدر و قیمت پر حضرت حافظ نور محمد صاحب رضی اللہ عنہ تین صد تیرہ صحابہ میں سے اور صاحب کشف و الہام ایک بزرگ جو حضور کے دعویٰ سے بہت عرصہ قبل کے ملاقاتی تھے بیان کرتے ہیں کہ ہماری عادت تھی کہ جب ہم حضرت صاحب کو قادیان ملنے آتے تو ہمیشہ اپنے ساتھ کچھ گنے یا گڑ کی روڑی ضرور لایا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۵۹۳ و اصحاب احمد جلد سیز دہم حالات ...)

حضرت مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جھاڑ بوٹی کے بیر حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی خدمت میں خاکسار نے تحفۃً پیش کئے۔ اس کے کچھ وقت بعد حضور تھوڑی دیر کے لئے بیٹھے تو ایک طرف ایک اور دوست پاؤں دبا رہے تھے تو دوسری طرف خاکسار تھا خاکسار کا ہاتھ اتفاقاً حضور کی جیب سے چھو گیا تو فرمایا یہ وہی بیر ہیں جو آپ میرے لئے لائے تھے میں ان کو بہت پسند کرتا ہوں بعد میں اس دوست نے گویا رشک سے مجھے کہا بھئی! تم بڑے خوش نصیب ہو کہیں سے مانگ کر ایک دھیلے کے بیر لائے اور حضرت اقدس سے یہ داد خوشنودی حاصل کر لیا میں تو سات روپے کے انگور لایا تھا اس کا ذکر ہی نہیں ہوا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۶۲۹)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب تحفہ لانے والے کے بہت شکرگزار ہوتے تھے اور گھر میں بھی اس کے اخلاص کا ذکر کرتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۷۱۳)

حضرت حافظ نبی بخش صاحب جو حضور کی خدمت میں حضور کے دعویٰ سے بہت قبل کے ملاقاتی تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب ہر موسم کا پھل مثلاً خربوزہ اور آم کافی مقدار میں باہر سے منگواتے تھے بعض اوقات جب میں بھی خدمت میں حاضر ہوتا تھا تو حضور اپنے دست مبارک سے کاٹ کر مجھکو دیتے اور فرماتے میاں نبی بخش یہ خربوزہ میٹھا ہوگا اس کو کھاؤ اور آپ بھی کھاتے اسی طرح آموں کے موسم میں حضرت صاحب نہایت محبت اور شفقت سے مجھے آم عنایت فرماتے اور بار بار فرماتے یہ آم تو ضرور میٹھا ہوگا اسے ضرور کھاؤ۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۵۹۸)

حضور کی طرف سے دلداری کا ایک نمونہ آپ کی ایک روایت سے ظاہر ہے کہ آپ نے بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک لڑکا قادیان میں زیر تعلیم تھا وہ بعارضہ تپ محرقہ دسر سام تین چار دن بیمار رہ کر فوت ہو گیا اس موقعہ پر میں قادیان آیا اور پھر آئندہ جمعہ آیا میں مسجد مبارک میں آیا اور حضور کی نظر شفقت مجھ پر پڑی تو فرمایا آگے آ جاؤ بڑے بڑے لوگوں نے جو حضور کے حلقہ نشین تھے راستہ دے دیا حضور نے میرے بیٹھتے ہی محبت کے انداز میں فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے بچہ کی موت پر بہت صبر کیا ہے میں نعم البدل کے لئے دعا کروں گا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۵۱ ...) (باقی)

اعانت بدر ہر احمدی کا فرض ہے

حسین یادوں کے نہ مٹنے والے نقوش

بقیہ صفحہ (۹)

ڈاکٹر صاحب کو اس برآمدے میں ٹھہرایا جو میرے کمرے اور نواب صاحب کے دفتر کے درمیان تھا اور مجھ سے نہیں کہا کہ تم چند دنوں کے لئے ان کے بھائی اور ملک کی ایک عظیم المرتبت شخصیت کے لئے کمرہ خالی کر دو۔ اس انتظام پر ڈاکٹر صاحب نے بھی بالکل برا نہ منایا اور وہ کئی دنوں تک اس برآمدے میں ٹھہرے رہے اور مجھ سے نہایت اخلاق اور انتہائی فروتنی سے ملتے رہے اس واقعہ سے دونوں ہستیوں کے اعلیٰ اخلاق اور بلند حوصلگی کا واضح ثبوت ملتا ہے ایک نے اس میں اپنی کوئی سبکی محسوس نہ کی اور دوسرے نے اپنے ایک مہمان کی عزت افزائی کو اپنے نہایت قریبی عزیز پر مقدم رکھا۔

نواب صاحب کو اپنے مہمان کے کھانے پینے کی عادات کا اس قدر خیال رہتا تھا کہ میری مہمانی کے ابتدائی دور میں اس علم کی بنا پر کہ میں مرچ نہیں کھاتا ہوں اس امر کا بالالتزام اہتمام ہوتا تھا اور علاوہ دوسری ڈشوں کے ایک بے مرچ کی ڈش میرے لئے تیار کروائی جاتی اور اپنی طویل ملازمت کے زمانے میں جب کبھی میں حیدرآباد گیا تو ان کے ہاں ہی ٹھہرا کرتا تھا اور بغیر یاد دہانی کے یہ بے مرچ کی ڈش بھی آیا کرتی تھی۔

(باقی)

آپ کا چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ ظہور ۱۳۵۰ ہش (ماہ اگست ۱۹۷۱ء) یا کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ بنچ ادبیں فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپے بھجوا کر ممنون فرمادیں تاکہ آئندہ کے نام اخبار جاری رہ سکے اگر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیش نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرمادیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ چٹھی بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔ (مینیجر بدر)

خریداری نمبر	اسمار خریداران	خریداری نمبر	اسمار خریداران
1015	مکرم مرزا بشیر علی بیگ صاحب	1175	مکرم انعام الحق صاحب
1072	// راجہ مظفر خان صاحب	1180	// بشیر الدین صاحب (؟)
1083	// اے اے مجوڈی صاحب	1214	// بشیر محمد خاں صاحب
1102	// خیر دین صاحب	1243	// محمد اسمٰعیل صاحب وکیل
1110	// ڈاکٹر محمد علی صاحب	1292	// محمد عبدالنبی صاحب
1113	// نعیم الدین صاحب	1245	// ناصر احمد صاحب
1117	// خان صاحب فیض محمد خان صاحب	1249	// خان بہادر سعادت خان صاحب
1119	// خواجہ عبدالوہاب راتھر	1257	برمنگھم سنٹرل لائبریری
1123	// محمد عبدالحق صاحب	1277	مکرم نصیر الدین احمد خان صاحب
1124	// خواجہ معین الدین صاحب	1281	// جے عابد حسین صاحب
1128	// چاند چیل صاحب	1307	// ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب
1123	// ماسٹر عبدالرزاق صاحب	1320	// ڈاکٹر محمد عارف خان صاحب
1125	// محمد یوسف صاحب	1330	// بابو عبدالکریم صاحب
1129	محترمہ زیب النساء صاحبہ	1364	// شریف احمد صاحب
1140	مکرم حاجی محمد شعبان صاحب	1367	// ایم۔ اے رشید صاحب
1141	// محمد مقبول صاحب راتھر	1524	// ٹی کے سلیمان صاحب
1142	// یوسف علی صاحب	1587	// محمد رمضان صاحب [illegible]
1148	ریڈنگ روم	1658	// محمد صادق صاحب
1154	مکرم غلام محمد صاحب ون	1689	// سید برہان الدین احمد صاحب قادری
1155	// ایم عبدالقادر صاحب	1754	// محمد اکرم صاحب جاوید
1159	// بخش الٰہی صاحب	1872	مکرمہ بیگم صاحبہ فاضل الدین صاحب
1163	// احمد خاں صاحب	1873	مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب
1164	// ماسٹر نور محمد صاحب	1875	// محمد یوسف صاحب
1169	// اے۔ ایل منیار صاحب	1877	// وی کے محی الدین صاحب
1174	// عبدالباری صاحب	1918	// حاجی ولی محمد صاحب راتھر

بشیروں کی سالانہ کانفرنس (بقیہ صفحہ ۲)

ذمہ دار بھی ٹھہرایا ہے۔ اس کے لئے اوڈھمز پریس لندن کی شائع کردہ کتاب HAS THE CHURCH FAILED) کا مطالعہ کافی ہے۔ یہ کتاب بہت اونچے پایہ کے نامی گرامی پادریوں کے مقالوں پر مشتمل ہے جن میں کلیسیا کی ناکامی کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا گیا ہے۔ فی الوقت ہم جس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ پوپ پال کی مذکورہ بالا تقریر سے یہ بات واضح ہے کہ مغرب کی عیسائی دنیا میں ایک زبردست روحانی خلاء پیدا ہو چکا ہے۔ اس خلاء کو صرف اور صرف اسلام ہی پُر کر سکتا ہے اور اسلام کو وہاں کھلا کر اس خلاء کو پُر کرنا جماعت احمدیہ کی ذمہ داری ہے۔ احمدیہ ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک عظیم الشان مامور کو مبعوث کر کے خود اس جماعت کے کندھوں پر ڈالی ہے۔ جماعت

مکرم محمد قاسم صاحب ڈاکٹر وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

افسوس کہ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۷۱ء بروز جمعۃ المبارک بوقت ساڑھے چار بجے مکرم محمد قاسم صاحب مرحوم صدر جماعت احمدیہ اڈیکور اپنے مولیٰ سے جا ملے۔۔۔۔۔۔۔۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم ایک عرصہ سے کینسر کے مریض تھے۔ علاج وغیرہ کرایا گیا۔ لیکن پھر بھی صحت یاب نہ ہو سکے۔ تقریباً دو ماہ سے بات چیت بھی نہ کر سکتے تھے۔ لیکن اس قدر تکلیف ہونے کے باوجود بھی جماعت کے کاموں میں برابر حصہ لیتے۔ وفات سے دو روز قبل خاکسار جب ان سے ملاقات کرنے کے لئے ان کی رہائش گاہ پر گیا۔ تو ہوش میں تھے۔ نیز تشریف لے آئے اور تقریباً پندرہ بیس منٹ بات چیت اشاروں سے کرتے رہے آخر میں مجھ سے لکھ کر پوچھا کہ مرکز قادیان سے کوئی اطلاع آئی ہو تو مجھے بتانا۔ جس کا جواب میں نے ہاں میں دیا۔ ہوش تھی لیکن حالت بہت نازک تھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم کو قادیان سے کس قدر محبت و اُلفت تھی۔ اپنی ساری عمر سلسلہ کی خدمت میں ہی گذاری۔ مرحوم بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ مرکزی نمائندوں کے ساتھ نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے۔ مہمان نوازی اور پنجگانہ نمازوں کی پابندی اُن کی نمایاں خوبیوں میں داخل تھی۔ سلسلہ کے ساتھ والہانہ محبت رکھنے والے تھے۔ مرحوم کو ایک خاص خصوصیت یہ بھی حاصل تھی کہ حضرت شیخ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں ایک عرصہ تک رہنے کا باعث ہوا مرحوم جماعت کے کاموں میں شروع سے سرگرم رہے۔ مرحوم اپنے پیچھے دو لڑکے اور چار لڑکیاں اور ایک بیوہ چھوڑ گئے۔

اللہ تعالیٰ جانے والے کو غریق رحمت فرمائے۔ اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار بشارت احمد بشیر
مبلغ سلسلہ احمدیہ یادگیر

ہفتہ تحریک جدید

۲ تا ۹ اخاء (اکتوبر) ۱۹۷۱ء

دفتر وکالت مال نے فیصلہ کیا ہے کہ امسال ہفتہ تحریک جدید ۲ تا ۹ اخاء (اکتوبر) منایا جائے۔ اس ہفتہ میں تحریک جدید کے مطالبات اور تحریک جدید کی اہمیت نیز اس کے اثرات سے احباب کو بذریعہ تحریر و تقریر آگاہ کیا جائے۔ اور تحریک جدید کے مالی جہاد میں اپنی حیثیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی تاکید کی جائے۔ اور اسی طرح جو دوست ابھی تک اس جہاد میں شامل نہیں ہوئے انہیں شامل کیا جائے اور جن کے ذمہ بقایا سابقہ یا سال رواں کا چندہ واجب الادا ہو وہ وصول کر کے مرکز بھجوایا جائے۔ امید ہے کہ جملہ عہدیداران اور مجاہدین تحریک جدید اور مبلغین کرام اس ہفتہ کو بہتر رنگ میں منانے کے لئے پوری پوری کوشش کریں گے اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

احمدیہ کے افراد ہونے کی حیثیت میں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم وہاں تبلیغ اسلام کی موجودہ مہم کو تیز سے تیز تر کرنے میں کسر اٹھا نہ رکھیں اور اس راہ میں ہم سے جس ادر جس قدر قربانی کا مطالبہ کیا جائے اس سے دریغ نہ کریں۔ مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کی مہم کے غیر معمولی طور پر بار آور اور نتیجہ خیز ثابت ہونے کا یہی وقت ہے ہم سے دریغ جانی و مالی قربانیاں پیش کر کے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا ہم سب کا فرض ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری ناکافی کوششوں میں برکت ڈال کر ان کے عظیم الشان نتائج ظاہر فرمائے تا اسلام وہاں جلد از جلد غالب آ کر اس روحانی خلاء کو ہمیشہ ہمیش کے لئے پُر کر دے۔ آمین

طریقِ مستقیم پر دین کی نصرت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"اب خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ وہ ہماری تائید کرے اور چاہتا ہے کہ ہر قسم کے شرک، کفر اور بطلان کو ذلیل کرے۔ توحید کی سچائی کو دنیا میں قائم کرے اسی لئے اس نے تمام زمانہ میں ایک عجیب تحریک جدید کر دی ہے اور ہر ایک طرف سے ہماری تائید نظر آتی ہے۔ مثلاً ایک ذرہ سی آگ تمام جہان کو جلانے کے لئے کافی ہے اسی طرح اس زمانہ میں یہ آگ لگ گئی ہے اور اب تو یہ ہوا چل رہی ہے کہ ان دلوں میں پھونک دیا گیا ہے کہ وہ ان تمام پرانے اور بے معنی بلکہ غیر معقول خیالات سے خود بخود بیزار ہو کر حقیقت اور راستی کے جویاں ہو گئے ہیں ...... مجھے ایسے مرد میدان کی بہت ضرورت ہے جو ایسے پر آشوب زمانہ میں طریقِ مستقیم پر دین کی نصرت کریں اور وہ ہلال جو اسلام مدت سے کھو چکا ہے اس کی بازآمد کے لئے اپنی تمام کوشش اور تمام خواہش سے زور لگائیں یہ مختصر زندگی بہرحال ختم ہو جائے گی۔"

حضور علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں جب ہم حالاتِ حاضرہ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں ہر طرف سے

آسماں پہ دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

والی حالت نظر آ رہی ہے۔ اور اس بناء پر ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے:۔

"اب ہمارے اوپر بڑی ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں۔ میرے ذہن میں پہلے بھی خیال آتا تھا لیکن اب جو مجھے نظر آ رہا ہے دنیا میں جو کچھ ہونے والا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ میرے پر بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں اس لئے ہمیں کوئی سستی نہیں چاہیئے۔ یعنی ہر لحاظ سے ہمیں اپنے آپ کو تیار کر لینا چاہیئے اور چوکس ہو جانا چاہیئے۔"

چندہ تحریکِ جدید کی وصولی کی رفتار ... میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ لوکل احباب اور بعض عہدیداران بھی اپنی ذمہ داری کو اس تعلق سے پوری طرح نبھانے کی طرف توجہ نہیں کر رہے ہیں جس کا نتیجہ ہر آمد میں کمی ہونے کا احتمال ہے اور ظاہر ہے اس صورت میں کام کو نقصان ہوگا۔ جس کو کوئی باغیرت احمدی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا اور خواہ کیسے ہی حالات پیش ہوں وہ اپنے معیار سے نیچے گرنے کی بجائے آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا۔ ضرورت صرف توجہ دلانے اور احساس پیدا کرنے کی ہے۔ جس کے لئے میں مبلغین سلسلہ اور جملہ عہدیداران اور جملہ مجاہدین کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

وقفِ جدید کے جہاد میں گھر کا ہر فرد شامل ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے واضح ہے کہ وقفِ جدید کا چندہ جیسے بالغ احباب پر واجب ہے ویسے اطفال پر بھی واجب ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کی شرح اتنی قلیل رکھی گئی ہے کہ گھر کا ہر فرد بغیر کسی جھجک کے اس میں شامل ہو سکتا ہے۔ جہاں بالغوں کا تعلق ہے۔ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے فرمایا ہے:۔

"میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلد وقفِ جدید کی طرف توجہ کرے اور اپنے آپ کو ثواب کا مستحق بنائے۔ یہ سنت کا ثواب ہے جو انہیں مل رہا ہے۔"

(الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۵۸ء)

اطفال کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"اگر آپ کے دل میں یہ احساس ہو کہ ہمارے بچوں کو نیکی کی عادت نہ پڑ جائے اور اس عادت میں وہ پختہ نہ ہو جائیں تو چھیننے سے ایک اٹھنی پر ایسی چیز نہیں جو چیز نہیں بوجھ معلوم ہو۔"

علمائے کرام کے ان تاکیدی ارشادات سے واضح ہے کہ وقفِ جدید کی تحریک کتنی اہم ہے اور اس میں حصہ لینا کس قدر ضروری ہے۔ پس احباب کو چاہیئے کہ وہ لازماً خود بھی اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے بھی اس میں حصہ لیں۔

جن جماعتوں سے کارِ رسال نہیں ملے گی۔ وہ فوری توجہ فرما دیں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

امتحان کتاب سیرتِ طیبہ

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ امسال نظارت ہذا نے کتاب "سیرتِ طیبہ" در منشورہ مجموعہ تقاریر حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اےؓ) کا امتحان لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اخبار بدر کے علاوہ انفرادی رنگ میں صدر صاحبان۔ مبلغین کرام اور معلمین کی خدمت میں لکھا جا چکا ہے کہ اپنی اپنی جماعت اور حلقہ کے دوستوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں امتحان میں شرکت کرنے کے لئے احباب جماعت کو تحریک کریں۔

لیکن تا حال بہت ہی کم جماعتوں کی طرف سے اطلاع ملی ہے۔ حالانکہ عہدیداران اور مبلغین کرام کی خدمت میں فارم بھی بھجوائے جا چکے ہیں تاکہ ان کی تکمیل کر کے جلد واپس روانہ کر دیں لیکن پھر بھی پوری توجہ سے کام نہیں لیا گیا۔

لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا جملہ صدر صاحبان۔ مبلغین کرام اور معلمین صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ پوری توجہ۔ انہماک اور کوشش سے احباب میں تحریک کر کے ان کو شریکِ امتحان ہونے کی برکات سے فیضیاب ہونے کی تحریص دلائیں۔ امید ہے کہ سب جماعتیں اور احباب اپنے فرائض کو سمجھتے ہوئے جلد اپنی اپنی جماعت کی فہرست مرکز میں بھجوا دیں گے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمائیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta. 1

تار کا پتہ: Auto Centre { ٹیلیفون نمبر { 23—165 / 23—5222

بقیہ اشتہار احمدیہ

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان۔ ۵ وفا: محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بیع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ